در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت آقا ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۳۹ تا ۱۴۱ — جلد نمبر ۱۲

یکم اگست تا ۱۵ ستمبر ۱۹۹۸ء — بمطابق ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۴۱۹ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۳
۲	نعت	محمد یونس سیٹھی وفا	۵
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مُدیرِ اعلیٰ	۶
۴	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مُدیرِ اعلیٰ	۱۰
۵	سُلطانِ عاشقاں (منقبت)	مخدوم صابر کلیری	۱۴
۶	شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مُفتی خلیل الرحمان	۱۵
۷	حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احیائے دین	سیّد یاسر بُخاری	۴۰
۸	شاہِ شاہاں (منقبت)	ڈاکٹر عطاء اللہ جلوی	۵۶
۹	ملفوظاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	سیّد نُورالحسنین گیلانی	۵۷
۱۰	فضائلِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیّد حکیم شاہ	۵۹
۱۱	پشاور میں عُرس غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریبات	سیّد محمدانور شاہ قادری	۷۴
۱۲	خوشبوئے گلستانِ رسول (منقبت)	دردؔ کاکوروی	۸۷
۱۳	تعلیماتِ غوثیہ	محمد سبطین قادری گیلانی	۸۸
۱۴	مُطالعہ کائنات اور اقبال	صُوفی مُشتاق احمد	۸۹

شذرہ

اقبال ریاض (نمائندہ مشرق)

قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ پر یقین کامل رکھنے والے نیک بندوں پر نہ کوئی خوف مُسلط ہے اور نہ ہی کوئی غم انہیں متاثر کرتا ہے۔ چنانچہ محبوب سُبحانی' غوث الصمدانی حضرت سیدّ محیُ الدین سیدّ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مُدعی بلا گواہ تو مُشرک بن کر توحید کا دعویٰ کب تک کرتا رہے گا کیا تجھ میں طاقت ہے کہ رات کے وقت میرے ساتھ خوفناک مقامات پر چلے کہ میرے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو اور تو مُسلح ہو پھر بھی دیکھ کون گھبراتا ہے میں یا تو' تونے پرورش پائی ہے نفاق میں اور میں نے پرورش پائی ہے توحید میں' لہٰذا میں خُدا کے سوا نہ کسی سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی سے پناہ لیتا ہوں۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو فسق و فجور اپنے عُروج کو پہنچ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان اور ہدایات کو پس پشت ڈالنے کی سعی کی جا رہی تھی اور ایک تاریکی سی نظر آ رہی تھی۔ یہ پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عظمت اور اللہ واحد پر یقین کامل کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نہ صرف دینِ حق کا وقار بلند کیا بلکہ لاکھوں لوگوں کو بھلائی' نیکی اور اللہ تعالیٰ کی خُوشنودی کے حصول کا راستہ دکھایا۔ آپ کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ دینِ حق کی خدمت' تحفظ اور سربلندی کی کوشش میں آپ کو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے محیُ الدین کے خطاب کی بشارت ملی۔

آپ والدِ ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حُسینی سیدّ ہیں۔ اسلام نیکی اور سچائی کا درس دیتا ہے اور صرف اللہ کے حضور ہی جھکنے کی ہدایت کرتا ہے اس لئے کہ بقول اقبالؒ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حق پرستی اور سچائی کے پیکر تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں والدہ مُحترمہ سے چالیس دینار لے کر ایک قافلے کے ہمراہ جیلان سے بغداد جا رہے تھے کہ

راستے میں رہزنوں اور ڈاکوؤں نے قافلے کو گھیر لیا اور قافلے میں شامل افراد کی تلاشی کے بعد ساری دولت ان سے چھین لی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی تلاشی لی گئی لیکن جب کچھ برآمد نہ ہوا تو ڈاکوؤں کے سردار نے آپ سے دریافت کیا۔ کیا تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جو میری والدہ نے مجھے دیئے تھے سردار نے بڑی حیرت سے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ تو آپ نے قمیض میں ایک طرف سلائی کئے ہوئے سارے دینار نکال کر حوالے کر دیئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ ہمیں تو تلاشی کے باوجود نہیں ملے تھے تم نے یہ کیوں بتا دیئے؟۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے میری ماں کا حکم ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور صرف اللہ کا خوف کھانا۔ اس لئے میں نے سچ بول دیا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی آپ کی اس سچائی سے اتنے متاثر ہوئے کہ لوٹا ہوا سارا مال قافلے والوں کو واپس کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے لوٹ مار سے توبہ کر لی۔ غوث اعظم حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو ہمیشہ نیکی اور سچائی کا درس دیتے تھے اور فرمایا کرتے کہ قیامت کے روز سزا اور جزا کا دارومدار اپنے اعمال سے تعلق رکھتا ہے انسان کا عمل ہی اسے جنت یا جہنم کا حقدار ٹھہراتا ہے۔

آپ نے اسلام کی حقیقی روح کو بیدار کیا اور رسومات کے علاوہ فرقہ واریت اور قبیلہ پرستی کی حوصلہ شکنی کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم کے مطابق اخوت، مساوات، خدا پرستی اور ملتِ واحدہ کے ہونے کا احساس اُجاگر کیا۔ آپ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی زیادہ عقیدت اور محبت تھی کہ ربیع الثانی کی ہر گیارہویں تاریخ کو آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہلم کی تقریب منعقد کرتے تھے جس میں عظیم روحانی شخصیات اور ہستیاں بھی شرکت فرماتی تھیں۔ آپ کا یہی سلسلہ اور عقیدت "گیارہویں" کے نام سے مشہور ہو گئی اور یہ اب بھی جاری اور ساری ہے۔

آپ کی عظمت، سچائی، راستبازی، نیکی اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت اور عقیدت نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور یہ اعتقاد اور اعتماد ہی سلسلہ قادریہ سے محبت اور لگاؤ کا ضامن بن گیا ہے جو انشاء اللہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ اللہ ہم سب کو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ پر

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد یونس سیٹھی وفاؔ

مستم زِ نگاہے کہ شرابے بہ ازیں نیست
محوم زِ جمالے کہ شبابِ بہ ازیں نیست

آں روئے کہ تفسیر رموز ازلی ہست
لا ریب دریں دہر کتابے بہ ازیں نیست

خلاق گلستاں شدہ شیدائے جمالش
در گلشنِ کونین گُلابے بہ ازیں نیست

تکمیل یقین است طوافِ درِ جاناں
در مسلکِ عُشاق ثوابے بہ ازیں نیست

ہر تارِ دلِ زار ثنا خوان محمُد
حقّٰی کہ دریں بزم ربابے بہ ازیں نیست

گویند وفاؔ بندۂ بے دام شُما ہست
خوش بختم و نازاں کہ خِطابے بہ ازیں نیست

گذشتہ سے پیوستہ

تَفْسِیرُ الْقُرْآنِ الْحَسَنِیَہ

(پارہ دوم)

مُدیرِ اعلیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تفسیر القرآن الحسنیہ کا پہلا پارہ مکمل ہو گیا ہے اور دوسرے پارے کی تفسیر کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ امید ہے قارئین اسے پڑھ کر قرآن مجید فرقان حمید کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اس فقیر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۱۴۲) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۴۳)

ترجمہ: عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر کہ یہ (قائم) تھے؟ فرما دیجئے اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرق ہو یا مغرب اللہ جل جلالہٗ ہی کے لئے ہے۔ وہ (اللہ جل جلالہٗ) جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے (۱۴۲) اور اسی طرح ہم نے تم کو شرف والی اُمت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور تم پر پیغمبر (حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گواہ ہو جائیں اور ہم نے قبلہ نہیں بنایا وہ (قبلہ) جس پر تم تھے مگر اس لئے (بنایا) تاکہ ہم پہچانوا دیں کہ کون اس پیغمبر

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتا ہے اس شخص کے مقابلہ میں جو کہ اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور یہ بات (قبلہ کا بدلنا) بہت ہی مُشکل تھا مگر آسان تھا ان لوگوں کے لئے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر قائم تھے اور اللہ تعالیٰ کی (شان) کے مُناسب ہی نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کردے۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں پر رؤف ورحیم ہے (۱۴۳)

حلِ لغت: سَیَقُوْلُ: عنقریب وہ کہیں گے ، ابھی وہ کہیں گے ، بہت جلد وہ کہیں گے ، یَقُوْلُ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے ، فعلِ مُضارع معروف ہے ، جب فعل مُضارع پر (س) آ جائے تو فعلِ مُضارع کو مُستقبل قریب کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ مُضارع فعل حال اور مُستقبل دونوں کے معنی دیتا ہے مگر خاص علامتیں آنے سے مُستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے جس طرح یہاں "س" آگیا ہے تو اب اس کے معنی مُستقبل قریب کے ہو گئے۔ اَلسُّفَهَآءُ: سفیہ کی جمع ہے ، سفیہ کے معنی نادان ، ناسمجھ ، کم عقل اور بے وقوف کے ہیں کلمہ قبیحہ ہے۔ وَلّٰی: اس نے پھیرا ، پلٹ دیا ، واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے ، فعل ماضی ہے۔ وَسَطًا: درمیانہ ، شرف والا ، عزت والا ، بہترین ، افضل۔ شُهَدَآءَ: گواہ جمع کا صیغہ ہے۔ شَهِیْدًا واحد ہے جس کے معنی گواہ اور نگہبان کے ہیں ، شاہد سے ہے ، شاہد وہ ہوتا ہے جو گواہی کے تمام اُصول و قواعد اوپر پورا پورا اترتا ہو وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔ شہید بمعنی مُطلع ہو سکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے" [۱]۔ لِنَعْلَمَ: تاکہ ہم معلوم کروا دیں ل کے کا ہے جس کے معنی "تاکہ" نَعْلَمَ جمع متکلم کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں ہم معلوم کریں مگر یہاں پر معلوم کروانے کے ہیں یعنی پہچانوا دیں ، جانوا دیں ، معلوم کروا دیں۔

تفسیر: پیارے محبوب سیّد المرسلین امام المتقین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ قلبی خواہش تھی کہ میں جو بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے عبادت کرتا ہوں تو اپنے جدِ مکرم حضرتِ ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے بنا کئے ہوئے کعبۃُ اللہ کی طرف مُنہ کر

---

[۱]: خزائن العرفان ، حاشیہ بر کنز الایمان صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۴۰ ، ضیاءُ القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

کے عبادت کیوں نہ کروں ۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ نے بنی اسرائیل کے کعبہ کے بالکل مخالف سمت کعبۃ اللہ کی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چہرۂ اقدس پھیرنے کا حکم دیا اس پر بنی اسرائیل کی مخالفت اور زیادہ ہو گئی اور انہوں نے قسم قسم کی چہ میگوئیاں کرنی شروع کر دیں ۔ اللہ جل جلالہٗ ان کے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ عنقریب یہ طعن و تشنیع کی بھرمار کر دیں گے اور کہیں گے کہ کیا وجہ ہے ؟ جس نے ان کو بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف بدل دیا ۔ ایسے گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ یہ انتہائی کم عقل اور بے وقوف ہیں ۔ کوئی سمت بھی ہو وہ اللہ جل جلالہٗ کی پیدا کردہ ہے ۔ جس طرف چاہے وہ اللہ جل جلالہٗ منہ موڑنے کا حکم فرما دے اور یہ تو بالکل صاف اور ہدایت کی بات ہے کہ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ قبلہ پسند فرمایا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقرر کردہ ہے اور اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس قبلہ کی طرف منہ کر کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو عبادت کی توفیق عطا فرمائی اور جسے وہ چاہتا ہے ہدایت نصیب فرماتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند ہی صراط مستقیم ہے ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سولہ سترہ ماہ تک ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کرتے نماز ادا کرتے رہے اور اس کے بعد یہ حکم نازل ہوا ۔ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علاماتِ نبوت میں جو کہ بہت سی ہیں اور جنکا ذکر پہلی کتابوں میں آیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لقب مبارک ذوالقبلتین تھا ۔ لہٰذا بنی اسرائیل کا انکارِ قبلہ بالکل ان کی نادانی اور بے وقوفی کا مظہر ہے بلکہ ان کا اپنی کتابوں سے انحراف ہے ۔ رئیس المفسرین سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں

" طعن کرنے والوں کو بے وقوف اس لئے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر معترض ہوئے باوجودیکہ انبیاء سابقین نے نبی آخرالزمان کے خصائص میں آپ کا لقب ذوالقبلتین ذکر فرمایا اور تحویل قبلہ اس کی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی کریم ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے ۔ ایسے روشن نشان سے فائدہ

نہ اُٹھانا اور اور اس پر مُعترض ہونا کمال حماقت ہے۔ ۱؎

نیز اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت مرحومہ پر انتہائی فضل و کرم کی نظر فرمائی اور انہیں اُمتِ وسطاً کا لقب عطا فرمایا۔ گویا صاحبِ شرف، صاحبِ عزت، صاحبِ فضیلت اور اُمتوں میں بہترین اُمت قرار دیا اور اس کے ساتھ ایک اور طرۂ امتیاز عطا فرمایا اور وہ یہ کہ تمام بنی نوع انسان پر توحید و رسالت کے مُتعلق اُن کی شہادت (گواہی) کو شرفِ قبولیت بخشا اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ ان پیغمبرِ اعظم، افضل بشر، سیدِ عالم و عالمیان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر شاہد بنایا، شاہد وہ ہوتا ہے جو کہ عاقل ہو بالغ ہو، عادل ہو اور لوگوں میں قابل اعتماد ہو گویا جس بات پر وہ گواہی دے رہا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہو۔ وہ اس کے اچھے بُرے کو جانتا ہے اور نہایت سچائی اور دیانت کے ساتھ اس کو بیان کرتا ہے گویا اس کی شہادت میں جو کچھ وہ جانتا ہے اور بیان کرتا ہے ذرہ برابر بھی اس میں شک و شبہ کی یا کِذب کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور یہ نہ ہو سکتا ہے اور نہ اس کا امتحان ہے اور سچائی، سیانت، دیانت اور انصاف اور عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ پیغمبرِ اسلام حضرت مُحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ ہُوا، ہو رہا ہے یا ہوگا اور تا قیام قیامت ہوگا اس سب کو بعینہٖ مُلاحظہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب حق ہے اور ثابت ہے۔ حضرت امام المفسرین شاہ عبدالعزیز مُحدث دہلوی رحمت اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

"باشد رسول شما بر شما گواہ زیرانکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او میشناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص نفاق شما را" ۲؎

تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں)

نیز اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ اس آیہ کریمہ میں ان صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

۱؎: الخزائن العرفان حاشیہ بر کنزالایمان ص: ۳۹

۲؎: ۲ تفسیر فتح العزیز از عمدۃ المفسرین شاہ عبدالعزیز مُحدث دہلوی ج: ۱ ص: ۵۱۸ ، مُحمدی مطبع واقعہ لاہور

باقی صفحہ ۱۲ پر

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علي كرم الله وجهه الكريم

مُدیرِ اعلیٰ

حديث نمبر: ۱۴۷/۲ اخبرنا القاسم بن ذكريا بن دينار حدثنا علي بن قادم، عن جعفر الاحمر عن يزيد بن ابي زياد عن عبدالله بن الاحارث قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ قَالَ وَجِعْتُ وَجعاً شَدِيْدًا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَانَامَنِيْ فِيْ مَكَانِهٖ وَ قَامَ يُصَلِّيْ وَالْقٰي عَلَيَّ طَرَفَ ثَوْبِهٖ ثُمَّ قَالَ قُمْ يَا عَلِيُّ فَقَدْ بَرِئْتَ لَابَاسَ عَلَيْكَ وَمَادَعَوْتُ اللّٰهَ لِنَفْسِيْ شَيْئًا اِلَّا دَعَوْتُ لَكَ بِمِثْلِهٖ وَ مَا دَعَوْتُ شَيْئًا اِلَّا قَدِ اسْتُجِيْبَتْ لِيْ اَوْ قَالَ اُعْطِيْتُ اِلَّا اَنَّهٗ قِيْلَ لِيْ لَانَبِيَّ بَعْدَكَ۔

ترجمہ: عبداللہ بن حارث سے روایت ہے اس نے کہا کہ مجھے جناب علی المرتضیٰ نے فرمایا میں بہت ہی بیمار ہو گیا تو میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی جگہ پر سلا دیا۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر مُبارک کا ایک کنارہ ڈال دیا، پھر ارشاد فرمایا، اے علی اُٹھ تجھ سے بیماری چلی گئی اب تجھے کوئی (بیماری کا) ڈر نہیں اور میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہیں مانگتا ہوں مگر اسی طرح کے چیز تیرے لئے بھی مانگتا ہوں اور میں نے (اللہ تعالیٰ سے) کوئی دعا نہیں مانگی مگر وہ دُعا میرے لئے قبول ہوئی یا فرمایا مجھے وہ شے (اللہ تعالیٰ نے) عطا فرمائی مگر یہ کہ مجھے کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تشریح: ارشاد ہے "مگر یہ کہ مجھے کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں" یعنی چونکہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے لہٰذا اے علی! میں تیرے لئے یہ دعا نہیں کر سکتا۔

ذكر ما خص به النبي صلي الله عليه و آله وسلم لعلي كرم الله وجهه الكريم

اس باب میں ان ارشادات کا ذکر ہے جو کہ صرف حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کے لئے ہی فرمائے۔

حدیث ۱۴۸/ا: انبأنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم و هو ابن يزيد قال حدثنا لي سفيان عن ابي اسحاق عن ناجيه بن كعب الاسدي عن عليٍّ انّهٗ اتي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَمَّكَ شَيْخَ الضَّال قَدْمَاتَ فَمَنْ يُّوَارِيْهِ قَالَ اذْهَبْ فَوَرِّيْ اِيَاكَ وَلَا تُحَدِّثَنَّ حَدِيْثًا حَتّٰي يَاتِيَنِيْ قَالَ -- فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَغْتَسِلَ وَ دَعَالِيْ بِدَعْوَاتٍ مَايَسُرُّنِيْ مَا عَلٰي وَجْهِ الْاَرْضِ بِشَيْءٍ مِنْهُنَّ

ترجمہ: جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ کہ وہ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کی محبت میں وارفتہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ چچا انتقال فرما گئے ہیں۔ سو ان کو کون دفنائے۔ ارشاد فرمایا اے علی! تو خود جا اور اسے دفن کر، جب تک تو میرے پاس واپس نہ آ جائے کوئی بات نہ کر۔ جناب علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔ میں نے کیا پھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا پھر مجھے حکم فرمایا کہ جا نہا لے اور میرے لئے دعا فرمائی ایسی دعائیں فرمائیں کہ زمین کی تمام نعمتوں کے مقابلے میں وہ دعائیں مجھے بھلی لگتی ہیں۔

تشریح: ارشاد ہے " آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ چچا انتقال فرما گئے۔" یعنی میرے والد محترم جناب ابو طالب کا انتقال ہو گیا ہے۔ ارشاد ہے جب تک تو میرے پاس واپس نہ آ جائے کوئی بات نہ کر " یعنی بس تو نے اور کوئی دوسرا کام نہیں کرنا ہے اور نہ ہی کسی اور کی طرف متوجہ ہونا ہے سوائے اس بات کے کہ اپنے والد محترم کو دفن کر کے میرے پاس واپس آنا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ " جب ابُو طالب فوت ہوئے تو اس کی اطلاع دینے کے لئے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی محبت میں وارفتہ آپ کے بزرگ چچا انتقال کر گئے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اس پر رحم فرمائے۔ جاؤ اور اس کو غسل دو اور تکفین او تدفین کا

بندوبست کرو اور جب فارغ ہو جاؤ تو سب سے پہلے ہمیں آکر ملو جب فارغ ہو کر واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فرمایا پہلے جا کر غسل کرو پھر ایسی دعائیں دیں جو بقول علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لئے دنیا اور مافیہا سے بہتر تھیں۔ "سیرت حلبیہ! تاریخ الخمیس اور "مدارج النبوۃ" سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابو طالب کے جنازہ میں بھی شرکت فرمائی چنانچہ سیرت حلبیہ ۴۷/۲ میں ہے

واما روي عنه انه صلي الله عليه وآله وسلم عارض جنازة عمه ابي طالب فقال صلتك رحم وجزيت خيرا ياعم

مگر روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے جنازہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور فرمایا اے چچا آپ نے حق صلہ رحمی ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

تاریخ الخمیس ۳۶/۱ موٴلفہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری لکھتے ہیں

قل ابن عباس عارض رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم جنازه ابي اب و قال صلتك رحم جزاك الله خيرا ياعم اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جناب ابو طالب کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور فرمایا آپ نے صلہ رحمی کی اے چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے"

حضرت شیخ الہند عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مدارج النبوۃ شریف" ص ۶۹/۲ میں تحریر فرماتے ہیں

ونیز اورده کہ سیّد عالم صلی اللہ علی وآلہ وسلم ہمراہ جنازہ ابو طالب میرفت و می گفت اے عم من صلہ رحم بجا آوردی و در حق من تقصیر نہ کردی، خدائے تعالیٰ تیرا جزائے خیر دہاد یعنی روایات میں آتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو طالب کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اے میرے چچا! آپ صلہ رحمی بجا لائے اور میرے حق میں آپ نے کوئی کمی یا غلطی نہیں کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی کہ اس وقت نماز جنازہ مشروع نہیں تھی۔ صاحب سیرت حلبیہ صفحہ ۴۰ پہ لکھتے ہیں

”وفي كلام بعضهم صلاة الجنازة فرضت في السنة الاولي من الهجرة۔ انه مات قبل خديجة رضي الله عنها اي بثلاثة ايام ودفلت بالحجون ولم تكن الصلوة علي الجنازة شرعت“ یعنی بعض کے کلام میں ہے کہ نماز جنازہ ہجرت کے پہلے سال فرض ہوئی ہے اور ابو طالب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین یوم پہلے فوت ہوئے اور حجون میں دفن ہوئے اور نماز جنازہ (اس وقت) مشروع نہیں تھی۔ ارشاد ہے ”کہ زمین کی تمام نعمتوں کے مقابلہ میں وہ دُعائیں مجھے بھلی لگتی ہیں“ یعنی تمام جہان کی سب نعمتیں ایک طرف اور میرے لئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دُعائیں جو مجھے دی ہیں اس کے مقابلہ میں وہ سب نعمتیں ہیچ ہیں۔ اور دنیا کی وہ تمام نعمتیں میری نظر میں کوئی وقعت اور قیمت نہیں رکھتیں اور دنیا و مافیہا سے وہ مُبارک دُعائیں ہیں۔ (جاری ہے)

بقیہ: تفسیر القرآن الحسینہ

علیہم اجمعین کا ذکر فرماتا ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کرتے ہیں اور ان نا فرمانوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کرتے تھے۔ تمام مُسلمانوں کو قیامت تک معلوم کروا دیا بلکہ پہچانوا دیا ہے کہ تم نے اے اُمتِ محمدیہ! یہ اگر شرف حاصل کرنا ہے عزت حاصل کرنی ہے اُمتوں میں بہترین اُمت بننا ہے اور اپنے ایمان کا ثواب اور پھل حاصل کرنا ہے تو وہ صرف جناب امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا ہے، ان کی اتباع کرنی ہے، ان کی اطاعت کرنی ہے اگرچہ اس راستہ میں کوئی مُشکل سے مُشکل بھی آجائے تو اللہ تبارک تعالیٰ جل جلالہٗ تمہارے لئے آسان فرماوے گا اور تمہیں ہدایت نصیب فرماوے گا۔ اس لئے کہ وہ اللہ تبارک تعالیٰ جل جلالہٗ لوگوں کے اوپر انتہائی روف و رحیم ہے اور اُمتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تو وہ انتہائی فضل و کرم فرماتا ہے۔ (جاری ہے)

سُلطانِ عاشقاں

حضرت مخدوم علاءُ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

من آمدم بہ پیشِ تو سُلطانِ عاشقاں
ذاتِ تو ہست قِبلۂ ایمانِ عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں
دارم اُمید از کرمِ نعلِ روح بخش
مرہم نہ بہ بسینۂ بریانِ عاشقاں
از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام
یک لحظہ گوش نہ تو بر افغانِ عاشقاں
از خنجرِ نگاہ تو مجروح عالمے
شد نطقِ روحِ بخش تو درمانِ عاشقاں
کوئے تو ہست غیرت جنت بصد شرف
حُسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقاں
صابر بخاکِ کوئے تو سر بر نہادہ ام
زاں رو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقاں

شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مفتی خلیل الرحمان نقشبندی

مہتمم دارالعلوم شیر ربانی حاجی آباد شکر پورہ روڈ پشاور

عظیم المرتبت محبوبِ سبحانی، غوث صمدانی، محی الدین حضرت سیّد عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ارفع واعلیٰ رب رحیم وکریم نے جس طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہمارے آقا و مولا فخر الرسل والانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر افضلیت کا تاج سجایا اور شب معراج حضورِ اکرم نورِ مجسم شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ﷺ سے سرفراز فرمایا اسی طرح خالقِ کائنات نے، جو ہم لم یزل ولایزال ربِ ذوالجلال جل شانہٗ نے حضرت غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حبیبِ مکرم نورِ مجسم خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں اولیاء کرام کا مقتدا اور ان پر متصرف مقرر فرمایا۔ یہ رب رحیم وکریم کی وہ خصوصی عنایات ہیں جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوئیں۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت جیلان میں پہلی شب ماہِ رمضان المبارک کی ہجری ۴۷۰ یا ۴۷۱ھ کو ہوئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا ہے کہ جب ہمارا فرزند عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ہوا تو وہ ماہ رمضان المبارک کے پورے مہینے میں دن کو کبھی دودھ نہیں پیتے تھے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج:۱ ص ۹۴)

وفات حسرت آیات

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بعد نماز عشاء ہفتہ کی رات ہشتم یا نہم ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو واقع ہو اگرچہ تاریخ وفات میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہی ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف مطابق قول اول ولادت شریف نوے سال سات ماہ اور نو دن ہے اور

دوسرے قول کے مطابق ایک سال کم ہے (سفینۃ الاولیاء ص ۵۴)

شجرۂ نسب

غوث صمدانی حضرت سیدّ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ الحسنی والحُسینی الحنبلی ابن ابی صالح بن سیدّ موسیٰ بن سیدّ عبداللہ بن سیدّ عبداللہ بن سیدّ عمر زاہد بن سیدّ محمد رومی بن سیدّ داؤد بن سیدّ موسیٰ ثانی بن عبداللہ ثانی بن سیدّ موسیٰ ثالث بن سیدّ عبداللہ محض بن سیدّ محمد المشہور حسن مثنیٰ بن سیدّ امام حسن بن اسد الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کی کُنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار اور اسم گرامی فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ گیلان کے مشائخِ کُبار میں سے تھے اور اولیاء زمان کے مُقتدا اور مُستجاب الدعوات تھے۔ حضرت عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ آپ کی زبان مبارک سے جو نکلتا ویسے ہی ہوتا

وجۂ تسمیۂ لقب محُی الدین

حضرت قُطب ربانی غوث اعظم رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن سفر سے بغداد آ رہے تھے کہ شہر سے باہر راستہ کے کنارے اچانک ایک بیمار نحیف البدن مُتغیر اللون پڑے ہوئے آدمی کو دیکھا جب ہم قریب آئے تو بیمار ہماری طرف مُتوجہ ہوا اور کہنے لگا "السلام علیکم یا عبدالقادر! میں نے کہا وعلیکم السلام یا عبداللہ! بیمار بولا میرے قریب آؤ تو معاً اس کا جسم تروتازہ ہو گیا اور اس کی صُورت اور چہرہ روشن ہو گیا اور پھر مجھُ سے کہنے لگا مجھُے پہچانتے ہو' میں نے کہا کہ نہیں' اس نے کہا میں تیرے ناناجان حضرت محمدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں۔ تجھُ سے پہلے میں بہت ضعیف' بیمار اور لاغر ہو چکا تھا جیسے کہ تم نے مجھُے دیکھا ابھی' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود کی برکت سے مجھُے دوبارہ زندہ فرما دیا اور آپ محی ُالدین ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں میں نے اس کو وہیں چھوڑا اور بغداد کی جامع مسجد چلا آیا جب میں مسجد پہنچا تو ایک شخص نے نعلین میرے آگے رکھیں اور کہا یا محیُ الدین! جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے ہر طرف سے مجھُ پر ہجوم کیا اور میرے ہاتھ پاؤں چوُمنے لگے اور زبان سے کہتے یا محُی الدین! واضح ہو کہ یہ لقب حضو

غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کا زمین میں ہے اور آسمانوں میں آپ کا لقب بازِ اشہب اور غوث الثقلین ہے۔ یعنی تمام اولیاء پر غالب اور جن اور انس کا فریاد رس۔۔ سُبحان اللہ (خزینۃ الاصفیاء ج:۱ص:۹۵)

حصولِ علم

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ ہژدہ سالہ بودند کہ از جیلان بہ بغداد آمدند ودر سال چہار صد ہشتاد وہشت بہ بغداد رسیدہ بہ تحصیل علوم مشغول گشتند۔ اول حفظ قرآن بعد ازیں بفقہ وحدیث ودیگر علوم دین ودر اندک زمانے بر اقرآن خود فائق شدند واز ہمہ ممتاز گشتند ودر ہمیں سفر اول شصت کس از قطاع الطریق بدست آنحضرت توبہ کردہ مُرید شُدند ودر سال پانصد وبست ویک د فرمودہ پیغمبر علیہ السلام وحضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ لُعاب دہن مُبارک خود در دہن آنحضرت انداختند بر منبر آمدہ وعظ شروع کردند۔۔۔ الطولہ (سفینۃ الاولیاء ص ۴۶)

ترجمہ: حضور قُطب ربانی محبوب سُبحانی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ کی عُمر جب اٹھارہ سال ہوئی تو آپ تحصیلِ علم کے لئے جیلان سے بغداد تشریف لائے اور سال ۴۸۸ھ میں تحصیلِ علوم میں مشغول ہوئے۔ پہلے آپ نے قرآنِ کریم حفظ فرمایا پھر فقہ اور حدیث اور دیگر دینی علوم میں مُنہمک ہوئے اور بہت ہی جلد تھوڑے ہی زمانے میں آپ نے اپنے ہمدرس رُفقاء پر فوقیت حاصل کر لی اور تمام طلباء و ہمدرس رفقاء سے مُمتاز رہے اور اسی پہلے سفر میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے دستِ حق پرست پر ساٹھ رہزنوں نے توبہ کی اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے مُرید ہوئے اور سال ۵۲۱ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرمانے سے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے دہن مُبارک میں لعاب دہن ڈال دیا تھا۔ منبر پر تشریف فرما ہو کر وعظ کہنا شروع کر دے۔ انتباہ: حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کو وعظ فرمانے کا ارشاد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے رُوحانی طور پر فرمایا تھا۔

وعظ

سفینۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر ۴۶ پر ہے کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ چالیس سال تک تمام دینی عُلوم

میں تکلم فرمایا کرتے اور وعظ فرمانے کے وقت فرماتے "اے اہل آسمان و زمین آؤ اور میرا وعظ سنو اور مجھ سے کچھ سیکھو کہ میں حضور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور وارث ہوں۔ تقریباً ستر ہزار آدمی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وعظ سننے کے لئے جمع ہوا کرتے اور تقریباً چار سو آدمی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا وعظ تحریر کیا کرتے۔ حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں بارہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء اور ملائکہ نیز جنات کو صف در صف دیکھا ہے۔ سبحان اللہ۔

حلیہ مبارک

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نحیفُ البدن، درمیانہ قد، عریضُ الصدر (چوڑا سینہ) تھے، پیشانی مبارک کشادہ گندم گوں اور مبارک ملے ہوئے تھے اور حضور بہت بلند آواز تھے۔ حضور کی آواز جس طرح مجمع میں پہلا آدمی سنتا اسی طرح مجمع کا آخری آدمی بھی سنتا اور یہ اجتماع وعظ ساٹھ ستر ہزار آدمیوں کا ہوا کرتا اور آپ عالمانہ لباس پہنتے۔

سیرتِ مبارکہ

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نہایت خوش خُلق اور شرم گیں اور کریم و مہربان تھے۔ حضور حد درجہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔ نہایت ملنسار تھے، حضور کے خُلفاء اور مریدین میں سے ہر ایک یہی تصور کرتا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے زیادہ عزیز اور کوئی نہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کسی صاحب جاہ و منزلت خلیفہ یا رئیس کے گھر تشریف نہ لے جایا کرتے نہ اس کے پُر تکلف بساط پر بیٹھتے (سفینۃ الاولیاء ص ۴۷)

تصرف

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسانوں کے بھی مشائخ ہیں اور جنات اور ملائکہ کے بھی اور میں سب کا شیخ ہوں۔ مطلب یہ کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا دائرۂ تصرف بہت زیادہ وسیع تھا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ حضور کی حکم عدولی کرتا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں جس سے قارئین حضرات کو تصرفِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اندازہ بخوبی ہو جائے گا۔

حضرت شیخ ابُو سعید عبد اللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری سولہ سالہ بیٹی بنام فاطمہ ایک دن مکان کی چھت پر گئیں تو وہیں سے غائب ہو گئیں۔ میں نے ہر چند جُستجو تلاش کی مگر اس کا کوئی پتہ نہ ملا جب ہر طرح سے عاجز آگئے تو ناچار بغرض استمداد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے درِ اقدس پر حاضر ہُوئے اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ نے مجھے ایک وظیفہ بتایا اور فرمایا کہ آج رات محلّہ کرخ کے کے خرابہ میں جاؤ ایک دائرہ زمین پر کھینچ کر بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی نِیَّتِ عَبۡدُ القَادِر پڑھ کر دائرہ میں بیٹھ جاؤ تمام رات تمہارے قریب سے جنات غول کے غول مختلف شکلوں اور صُورتوں میں گذریں گے۔ تم کوئی خوف نہ کرو گے' پھر صبح کے وقت جنات کا بادشاہ بمعہ لشکر گھوڑے پر سوار تمہارے پاس حاضر ہو گا۔ وہ تم سے تمہاری حاجت پوچھے گا' اس کو کہہ دو کہ مجھے حضرت غوثِ اعظم سید شیخ عبد القادر جیلانی نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور پھر اس کو اپنا واقعہ بتا دو گے۔ حضرت شیخ ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تمام رات جنات صف در صف میرے سامنے سے گذرتے رہے لیکن دائرہ کے قریب کو بھی نہ آسکتا۔ علی الصبح شاہ جنات لشکر عظیم کے ساتھ آئے اور دائرہ سے باہر کھڑے ہوئے اور ہم سے پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے۔ میں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کا پیغام ان کو پہنچایا اور پھر اپنا حال بیان کیا۔ بادشاہ جنات نے فوراً لشکر کو حکم دیا کہ جس دیو نے اس کی لڑکی کو اغوا کیا ہے اسے فوراً حاضر کیا جائے۔ بادشاہ جنات کے حُکم پر اس کے لشکریوں نے تھوڑی دیر میں میری لڑکی اور ایک دیو کو حاضر کیا اور بادشاہ سے کہا کہ یہ دیو چین کا باشندہ ہے اور اسے ہم نے چین سے گرفتار کیا۔ بادشاہ جنات نے دیو سے کہا۔ کیا وجہ تھی کہ تم نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے مُرید کی لڑکی کو اغوا کر کے اتنے عظیم جرم کا ارتکاب کیا۔ دیو نے کہا کہ اس لڑکی کے حُسن و جمال نے مجھے مُتاثر کیا اور مجھے پسند آئی تھی اس لئے میں نے اس کو اغوا کر لیا تھا۔ تب شاہ جنات نے حکم دیا کہ اس دیو کی گردن اڑا دو اور لڑکی ان کے حوالے کر دو سُبحان اللہ۔ یہ واقعہ مُتعدد کتابوں میں مذکور ہے (خزینۃ الاصفیاء ج: ۱ ص ۹۵)

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے تصرفات میں سے ایک ایسا ہی واقعہ کہ ایک غیر مُسلم کو ابدالیت پر فائز فرما دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی منصبِ ولایت سے معزول کرنا یا منصبِ ولایت

عطا کرنا اقطاب، اوتاد، ابدال کو ان کے مناصب پر بحال رکھنا ان کے حال کو سلب کرنا یہ سب اللہ کی عنایت سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تصرفات میں تھا۔ جیسا کہ روایت ہے

چنانچہ یکے از ابدال وفات یافتہ بود کافری را از قسطنطنیہ آوردہ موئے بروت او را گرفتہ محمد نام گذاشتند و طاق مبارک خود را بر سر او نہادہ داخل آں جماعہ نمودند (سفینۃ الاولیاء ص ۴۷)

ترجمہ: یعنی ایک ابدال فوت ہو گیا تو ایک کافر قسطنطنیہ سے لا کر اس کی مونچھوں کے بال کٹوا کر اسے مشرف باسلام کیا اور اسکا نام محمد رکھا اور اپنی ٹوپی مبارک اس کے سر پر رکھی اور اپنے فیض باطنی سے اس کو منصب ابدالیت پر فائز فرما دیا۔۔ سبحان اللہ

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایسا ہی ایک واقعہ اس شخص کا ہے جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دولت خانے میں چوری کی نیت سے داخل ہوا اور معاً نابینا ہو گیا اسی اثنا میں حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضور فلاں ابدال فوت ہو گیا ہے جس کے بارے میں بھی ارشاد ہو اس کی جگہ اسے متعین کیا جاوے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ ہمارے دولت کدہ میں ایک امیدوار ہے اسے لاؤ۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس چور کو حاضر کیا جبکہ وہ نابینا بھی ہو گیا تھا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ایک نظر کیمیا اثر سے وہ چور بینا بھی وہ گیا اور اسے مرتبہ ابدالیت پر فائز کر دیا گیا۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب فرمایا ہے امام اہلسنت مجدد ملت حضرت شاہ احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ نے

ارے یہ ہیں وہ عبدالقادرِ محبوبِ سُبحانی
جو نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ریاضت

حضرت قطب ربانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پچیس سال تک دشت و بیابان میں بقدم تجرید و تفرید ریاضت کرتا رہا اور چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتا اور پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا رہ کر ختم قرآن کریم کرتا رہا۔ حضور غوث الثقلین

رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے نفس نے خواب کی آرزو کی میں نے اس کی آرزو پوری نہ کی اور یہ حال تھا کہ میں چہل روزہ روزہ بھی رکھا کرتا تھا۔ مطلب یہ کہ چالیس دن کے بعد برگ درختاں صحرائی نباتات اور اشیاء مباحہ سے افطار کرتا تھا۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ربِ رحیم و کریم کی طرف سے مجھے ایک کاغذ عطا ہوا ہے جو درازی نظر کے مقدار لمبا ہے اس میں میرے اصحاب اور مُریدین کے تا قیام قیامت اسماء درج ہیں اور اللہ نے حکم فرمادیا ہے کہ میں نے ان سب کو تیری طفیل بخش دیا۔ سبحان اللہ۔

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ قسم ہے حق تعالیٰ جل شانہٗ کی عزت و جلال کی کہ میں اپنے پروردگار کے حضور اس وقت تک ثابت قدم رہوں گا جب تک میرے مُریدین اور متوسلین کو جنت کی طرف روانہ نہ کیا جاوے گا۔ الحمد للہ (خزینۃ الاصفیاء ج:۱، ص:۹۹)

سُبحان اللہ کتنے باریک اور سربستہ راز ہیں اولیائے کرام کے اپنے رب کریم کے ساتھ جو ان کے ماسوا دوسرے لوگوں کے عقول اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

میانِ عشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اس موقع کی مناسبت سے ایک ولی کا واقعہ تحریر کرتا ہوں جو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ تفسیر روح البیان میں ہے

ان موسٰی علیہ السلام حین قصد الی الطور لقی فی الطریق ولیاً من اولیا اللہ فلم علیہ فلم یرد سلامۃ فلما وصل الی محل المناجاۃ فقال الٰھی سلمت علی عبد من عبادک فلم یرد علی سلامی قال اللہ تعالیٰ یا موسٰی ان ھذا العبد لا یکلمنی من ذسبھۃ ایام --- بطولہ --- کذافی الواقعات المحمودیہ (تفسیر روح البیان ج:۴، ص:۸۴)

ترجمہ: یعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہِ طُور پر جانے کا ارادہ فرماتے تو راستہ میں اللہ کے ایک ولی سے ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس ولی کو سلام کہا لیکن اس ولی نے موسیٰ علیہ السلام کے

سلام کا جواب نہ دیا پھر جب حضرت موسٰی علیہ السلام مناجات کی جگہ پر کوہِ طور پہنچے تو اللہ سے عرض کی کہ یا اللہ! آپ کے خاص بندوں (اولیاء) میں سے ایک بندے کو میں نے سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اللہ نے فرمایا اے موسٰی یہ بندہ مجھ سے بھی ناراض ہے اور چھ دن سے میرے ساتھ بھی بات نہیں کرتا۔ موسٰی علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! یہ کیوں؟ اللہ نے فرمایا اس لئے کہ اس نے مجھ سے ایک سوال کیا ہے اور وہ یہ کہ تمام گنہگاروں کو بخش دوں اور تمام عصاۃ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دوں تو میں نے اس کا یہ سوال قبول نہیں کیا لہٰذا یہ ناراض ہو گیا اور چھ روز سے میرے ساتھ بات نہیں کرتا سبحان اللہ کیا مقامات ہیں اولیائے کرام کے۔ رب کریم اپنے اولیاء کو ایسے مقام پر بھی فائز فرماتا ہے جو اپنے رب کریم سے روٹھ بھی سکتے ہیں۔

انتباہ: اللہ رب العزت اپنے ولی کا سوال رد نہیں فرماتا لیکن اس ولی کا سوال ایسا تھا جو حکمت اور مصلحت خداوندی کے خلاف تھا جبکہ اس ولی سے چوک ہو گئی اور وہ اس کو سمجھ نہ سکا ورنہ پھر اکثر نظام مخلوق اور جنت و دوزخ وغیرہ سب بے معنی ہو جاتا عین قریب ہے کہ رب العزت اپنے اس ولی کو اپنے سوال کے متعلق راہ صواب دکھا کر اس مقام پر پہنچا دے کہ جس سے وہ خود سمجھ لے کہ میرا سوال قبول ہونے کے لائق نہ تھا اور پھر اس کے روٹھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا اُمت موسٰی علیہ السلام کے ولی کے واقعہ سے غرض یہ تھی کہ ہر پیغمبر علیہ السلام کی اُمت میں اولیاء رہے ہیں لیکن رب لایزال نے اپنے پیارے محبوب تاجدار مدینہ نبیٔ مکرم نورِ مجسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اُمت مرحومہ میں جو اولیاء کرام پیدا فرمائے ہیں ان سب میں شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ بے امتیازی ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان ہے کہ جن کی مجلس میں بیک وقت سینکڑوں اولیاء کرام تشریف فرما ہو کر تبرکات و فیوضات حاصل فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام بذات خود شامل ہوا کرتے اور اکثر حضور کی مجلس میں موجود رہا کرتے۔ "تفسیر روح البیان" میں ہے کہ ایک بزرگ اپنی توبہ کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ایک درخت کے نیچے لیٹا ہوا تھا اس درخت میں کچھ پرندے تھے جو اللہ کی تسبیح بیان کرتے تھے میں ان پرندوں کی تسبیح سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور یک بیک میرا دل دنیا سے پھر گیا میں

نے توبہ کی اور کسی کامل مُرشد کی تلاش میں چل پڑا۔ اچانک میری مُلاقات ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ُ کے پاس جاؤ کیونکہ میں ابھی ان کی مجلس میں تھا اور ابھی وہاں سے آرہا ہوں اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ُ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اپنی طرف جذب (مائل) فرمایا ہے اگر تیری ملاقات اس سے ہو جائے تو اسے میرے پاس بھیج دو گے۔ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ُ نے فرمایا مرحبا اس کے آنے پر جس کو رب تعالیٰ شانہ ُ نے اپنی طرف پرندوں کی زبان پر جذب فرمایا (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۷، ص ۲۷)

توضیح: اس واقعہ سے کئی باتیں ثابت ہوئیں (۱) یہ کہ حضرت خضر بارگاہ غوثیت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ (۲) یہ کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ُ کو کشف سے اس بزرگ کا حال معلوم ہوا پھر بذریعہ الہام رب ذُوالجلال نے آپ کو مُطلع فرمایا (۳) یہ کہ رُشد و ہدایت کا منبع حضور غوث صمدانی قطب ربانی کی ذات بابرکات ہی تھی جو گم گشتگان حق کو حق کی طرف رہنمائی فرماتے تھے۔

کھانا پینا

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ُ فرماتے تھے کہ میں نہیں کھاتا جب تک نہیں کھلاتے اور میں نہیں پہنتا جب تک نہیں پہناتے اور میں نہیں بولتا جب تک نہیں بلواتے سُبحان اللہ گویا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر کام اور ہر قول حکم الٰہی مرضی اللہ مولیٰ کے مُطابق ہی ہوا کرتا یہی اخص الخواص بندوں کی شان و مقام ہے۔ جتنا بلند و ارفع مقام تھا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنے ہی لاتعداد بندگان خُدا کو حضور کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی اور مُشرف بہ اسلام ہوئے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ حضور کے ظاہری اور باطنی فیوضات سے فیضیاب ہوئے اور اسی وجہ کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ُ سے لاتعداد کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جو دائرہ شمار سے باہر ہیں جیسے کہ تفسیر روح البیان میں ہے

العلوم الالٰهية والمعارف الربانية فهما قان الكرامتان قد ت جتمعان كما اجتمعتا في

جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی روحِ پُر فتوح کو ایصالِ ثواب کرنا ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن کریم، احادیث شریفہ اور سلفِ صالحین کی کتب سے اظہر من الشمس ہے۔ مُلاحظہ فرماویں۔

قرآن کریم

والذین جاؤامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا باالایمان

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورہ حشر - القرآن)

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم و یومنون بہٖ و یستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شیء رحمۃ و علما فاغفر للذین تابوا اوتبعوا سبیلک (سورہ مومن)

ترجمہ: اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مُسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سماگی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے۔ (سورہ مومن)

توضیح: ان آیات سے ثابت ہوا کہ کسی کے لئے دُعائے مغفرت مانگنا بالکل جائز ہے۔

احادیث شریف

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا گیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں الیٰ آخرہ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۷۷)۔

(۲) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی ماں کے انتقال کا ذکر کیا اور اس کیلئے بہتر صدقہ کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کنواں کھودا اور کہا ھٰذَا لِاُمِّ سَعدٍ یہ کنواں اُم سعد کیلئے ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۹)

دیگر فنی عُلوم حاصل کرنے کے بعد علمِ حدیث، علمِ تفسیر، علمِ فقہ میں مکمل دسترس حاصل کی۔ آپ نے جن عظیم شیوخ سے مختلف علوم حاصل کیے ان کے اسمائے مُبارکہ درج ذیل ہیں۔

شیخ ابو ذکریا بن علی بن خطیب التبریزی، شیخ ابو غالب محمد بن الحسن الباقلی، شیخ ابو الوفا علی بن عقیل البغدادی، حضرت ابو سعید مبارک مخزومی الحنبلی، حضرت ابی سعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش ابی عثمان اسماعیل بن محمد، ابو محمد جعفر بن احمد سراج۔ اور یوں آپ گیارہ برس تک علماءِ بغداد سے تمام عُلوم عقلیہ و نقلیہ و رُوحانیہ حاصل کرتے رہے۔ آپ نے جن عظیم المرتبت مشائخ عظام سے سلوک اور طریقت و معرفت کے اسرار و رموز اور فیض باطنی حاصل کیا ان میں حضرت شیخ حماد الدباس اور حضرت قاضی ابُو سعید المبارک المخزومی الحنبلی کے اسمائے مبارکہ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حصولِ علم کے لئے بہت زیادہ تکالیف اور مصائب برداشت کیے۔ غریب الوطنی میں کئی کئی دن تک کھانا تناول نہیں فرمایا اور پھر مجاہدات اور ریاضات کے لئے ۲۵ سال تک مختلف جنگلوں اور بیابانوں میں اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ کئی سالوں تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہی رات میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتے ایک رات کسی عمارت کی سیڑھیوں پر آپ چڑھ رہے تھے کہ اچانک دل میں آیا کہ تھوڑی دیر آرام کر لیتا تو بہتر تھا اسی مقام پر نفس کے ساتھ جہاد فرمایا اور اسی جگہ پر کھڑے ہو کر پورا قرآنِ کریم ختم کیا علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ مختلف ۱۳ قسم کے علوم طلبہ کو پڑھاتے رہے اور ساتھ ساتھ رُشد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ ہفتے میں تین بار وعظ فرماتے آپ کے مواعظ کو اللہ نے وہ شرف اور عظمت فرمائی جو آپ کا ہی حصہ ہے۔ آپ کے خطاب کی کوئی ایسی محفل نہیں تھی جس میں کئی کئی لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔ چور، ڈاکو، بد عملی گمراہ، بے دین اور بد عقیدہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت مُبارکہ میں [illegible] ہوتے اور اپنے گناہوں کی معافی اور آئندہ گناہ نہ کرنے کی آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کرتے آپ کے وعظ او نصیحت کے دوران لوگوں پر بیقراری کا عالم طاری ہو جاتا کچھ بے ہوش ہو جاتے، سیکڑوں چیخیں مار، خوفِ الٰہی سے روتے اور کچھ تو آپ کے خطاب کے دوران خالقِ حقیقی سے جاملتے۔ آپ کی تقریر میں

سوندھا کو طلب فرمایا اور ان سے کہا کہ گیارہویں شریف کے خرچہ کے لئے کسی سے قرضہ مت لو کیونکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس کارِ خیر میں خود امداد فرماہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں قیلولہ کرنے گیا تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح نے خود تشریف آوری فرما کر مجھے گیارہ روپیہ اور ایک اشرفی عطا فرمادی اور فرمایا کہ اس رقم کو مصارف عُرس یعنی گیارہویں شریف میں خرچ کرو حضرت شیخ محمد داؤد فرماتے ہیں کہ جب میں قیلولہ سے بیدار ہوا تو مذکورہ رقم میرے ہاتھ میں تھی۔ (خزینۃ الاصفیاء ج:۱ص ۴۸۳)

قارئین حضرات بنظرِ انصاف غور فرماویں کہ اگر تقریب گیارہویں شریف ناجائز ہوتی تو کیا حضرت غوث الثقلین اس ناجائز کام کے لے حضرت شیخ محمد داؤد کو رقم عطا فرماتے اور ان کو رقم مذکورہ مصارف گیارہویں شریف میں خرچ کرنے کے لئے حکم فرماتے حاشا و کلا۔ مندرجہ حوالوں سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ارفع و اعلیٰ کی اچھی طرح وضاحت ہو چکی اور آخر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کے بارے بھی حوالے جو مستند ہیں قوی ہیں پیش کئے گئے۔ اب اگر ان تمام حوالوں کو بھی کوئی نہ مانے تو محبوب سُبحانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان اعلیٰ میں کیا کمی آجائے گی۔

الہٰ العالمین ہمیں فیوضات غوثیہ سے محروم نہ فرما۔

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی
دوست دار چار یارم تا بہ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان میرے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی

و وقتی قبل قلبی قد صفالی

اللہ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے صاف تھا یعنی میر روحانیت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے مُصفا تھی۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخر دلة علی حکم اتصالی

میں نے اللہ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے یہ ہے شان غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام اولیاء اللہ میں مُمتاز اور برتر ہے۔ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مُریدین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں جو ان کے فیض سے مالامال ہو جاتے ہیں

رجالی فی ھواجرھم صیام

و فی ظلم اللیالی کاالئلولی

میرے مُرید گرمی میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں عبادت کی روشنی میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ سبحان اللہ پھر فرماتے ہیں

فمن فی اولیاء اللہ مثلی

و من فی العلم و التصریف حالی

پھر اولیاء میں میرے مثل کون ہے اور کون علم و مراتب میں مرے ساتھ ہمسری کر سکتا ہے

انا الجیلی مُحیُ الدین اسمی

و اعلامی علی راس الجبالی

میں گیلان کا رہنے والا ہوں محی الدین میرا نام ہے۔ میرے فیض و صداقت کے نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجالی

میں امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا رتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

و عبدالقادر المشہور اسمی
وجدی صاحب العین الکمالی

اور عبد القادر میرا مشہور نام ہے۔ اور میرے نانا جان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چشمۂ کمال کے مالک ہیں۔

قابل غور: ان آخری تین اشعار میں حضور غوث الانس والجن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی ذاتِ بابرکات والاصفات کے بارے بالاختصار وہ قابل غور باتیں ذکر فرمادیں جن پر غور کرنے سے سلیمُ العقل والطبع انسان کے لیے حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی شان ارفع واعلیٰ کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

پہلے شعر میں فرماتے ہیں کہ میں جیلانی ہوں اس سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت باسعادت جیلان جس کو گیلان بھی کہتے ہیں میں ہوئی۔ معلوم ہونا چاہیے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسمِ گرامی عبد القادر ہے حقیقت میں محی الدین آپ کا لقب ہے لیکن جب اکثر شعائر اسلام جو بے جان ہو چکے تھے اور اسلامی احکام جو صحیح معنوں میں ادا نہیں کیے جاتے تھے دشمنانِ اسلام کی ہر طرف سے یلغار تھی ایسے میں ربِ ذوالجلال نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنی خاص عنایات سے وہ کمالات اور تصرفات عطا فرماکر سرفراز فرمایا کہ جس سے انہوں نے اسلام کو از سرِ نو زندہ فرمایا اسی وجہ سے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو محی الدین کہا جانے لگا اور اس نام نے زبان زد خاص وعام ہو کر اتنی شہرت پائی کہ گویا اصلی نام کے برابر ہو گیا۔

انتباہ: محی الدین کے بارے سابقہ سطور میں تذکرہ ہو چکا ہے وہاں دیکھ لیں فافہم۔ اس پہلے شعر کے آخر میں فرماتے ہیں کہ میرے فیض وصداقت کے اعلام یعنی نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہراتے ہیں جس

سے مُراد حضور کی شانِ اعلیٰ ہے۔ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ میں سیّد ہوں اور حضرت حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں یعنی کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح النسب سیّد ہیں جن کا احترام تمام اُمّت پر واجب ہے بوجہ قرابت داری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ فرماتے ہیں میرا مقام مخدع ہے یعنی یہ وہ خاص مقام ہے جو رب کریم نے علاوہ دیگر اولیاء کرام کے آپ ہی کو مرحمت فرمایا اسی لئے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا مقام خاص ہے اور تمام اولیاء کرام کے مقامات سے اعلیٰ و برتر ہے جس میں کوئی بھی ولی اللہ میرے ساتھ ہمسری نہیں کر سکتا۔ سبحان اللہ۔

پھر فرماتے ہیں کہ میرا قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ ”سفینۃ الاولیاء“ میں ہے۔

و آں حضرت بالائے منبر سخن میگفت در اثنائے سخن فرمودند۔ قدمی ھٰذی علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شیخ علی ہیتی بر منبر آمدہ قدم مبارک آں حضرت گرفتہ بر گردن خود نہاد الی آخرہ

ترجمہ: اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جُمعہ کے دن منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ درمیان وعظ آپ نے ایک پیر مُبارک اٹھایا اور فرمایا کہ یہ میرا قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے ساتھ ہی حضرت شیخ علی ہیتی اٹھ کر منبر کے پاس آئے اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مُبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے جتنے اولیاء اللہ موجود تھے سبھوں نے ایسا ہی کیا اور جو اولیاء اللہ غیر موجود اور غائب تھے انہوں نے جہاں جس حالت میں تھے اپنے سروں کو خم کیا اور کہا کہ بسر و چشم۔

قارئین حضرات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوِ مرتبت اور تمام اولیاء کرام پر تصرف کی قوی دلیل ہے۔ جاہل اور ہٹ دھرم معاند کے سوا اس کا انکار کون کر سکتا ہے۔ تیسرے شعر میں فرماتے ہیں اور عبد القادر میرا مشہور نام ہے۔ تنبیہ: اس وضاحت سے جو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمادی صاف ثابت ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصلی نام نامی اسم گرامی عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چشمۂ کمالات کے مالک ہیں۔ اس سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے گویا وضاحت فرمادی کہ نسبی

لحاظ سے میں حضور محبوب کبریا فخر الرسل والانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد سے صحیح النسب سیّد ہوں دوسری بات یہ ثابت ہوئی جس کا اشارہ ہے اس طرف کہ جس طرح میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چشمہ کمالات کے مالک ہیں اور ان کو تمام انبیاء علیہم السلام کا امام اور مقتدا بنایا گیا اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ان کو افضلیت حاصل ہے تو اسی طرح مجھے بھی نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے ان کے چشمہ کمال سے وہ کمالات اور فیوضات حاصل ہوئے کہ جن کی وجہ سے مجھے تمام اولیاء اللہ پر فضیلت اور برتری حاصل ہے اور اس وجہ بھی یہی ہے کہ آپ کی تربیت بواسطہ رُوحانیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور بظاہر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرِ خرقہ حضرت شیخ ابُو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کی نسبت حضرت شیخ معروف کرخی تک اور پھر امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عنہم اجمعین)

خلاصہ یہ کہ ان تمام حوالوں سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اعلیٰ و مقامِ ارفع کا خوبی اندازہ ہو گیا اگرچہ میں نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اس لئے کہ اگر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُورے حالات کو قلمبند کیا جائے تو ایک بہت بڑی ضخیم کتاب معرضِ وجود میں آ جائے گی۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شانِ عظیم کے باوجود فی زمانہ اکثر نام نہاد اور خود ساختہ مُسلمان اولیاء کرام کی شان میں گستاخیاں اور توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً بعض ازلی بدبخت مُدعی اسلام ہوتے ہوئے بھی محبوبِ سُبحانی قطب ربانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس کے مُتعلق ناشائستہ باتیں کرتے ہیں اور ان کی کرامات سے بھی انکار کرتے ہیں۔ بعض عقل سے کورے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عُرس اور ان کی گیارہوں شریف کو بدعت کہہ کر اپنے گندے ضمیر کو تسکین دیتے ہیں اور عام مُسلمانوں جن کی ننانوے فیصد تعداد علمِ دین سے عاری ہے کو صراطِ مستقیم سے دور لے جاتے ہیں۔ آج کل بعض مسجدوں میں نیم مُلا قسم کے خطیب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات سے لوگوں کو مُتنفر کرتے ہیں۔ اور خصوصاً بڑھیا کے بیٹے کی ڈوبی ہوئی بارات کو بارہ برس بعد زندہ نکالنے سے سخت انکار کرتے ہیں۔ اور سادہ لوح مُسلمانوں کو گُمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کاش یہ اندھے اولیاء اللہ کی خداداد قُدرت

وطاقت سے واقف ہوتے تو یہ اپنے ایمان کے دُشمن دوسرے مُسلمانوں کے ایمان میں بھی فتور نہ ڈالتے ----- اللھم ارحمھم)

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات سے آگاہی کے لئے خزینۃ الاصفیاء جلد ا سفینۃ الاولیاء، سیرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ، بہجۃ الاسرار، زبدۃ الآثار، تفسیر روح البیان جلد نمبر ۴ وغیرہ کتب تصوف کو دیکھنا بہت ضروری ہے۔ جہاں تک بُڑھیا کے بیٹے کی بارات کو بارہ سال بعد دریا سے زندہ نکالنے کی کرامت ہے تو اس کے بارے ہمارا ایک مفصل مضمون (بارہ برس کا ڈوبا بیڑا) پندرہ روزہ الحسن پشاور کے شمارہ نمبر ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶ کو یکہ توت پشاور سے چھپ چکا ہے۔ اس کا مُطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ کیا تو کچُھ بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ من یضلله فلا هادی له رب تعالیٰ جو سیدھے راستے سے ہٹادے اسے پھر کون سیدھے راستے پر لا سکتا ہے لیکن پھر بھی میں ان دُشمنان اولیاء اللہ تک اپنے ضمیر کی آواز پہنچا کر کہتا ہوں کہ تم جو اولیاء اللہ سے حسد، عناد رکھتے ہو تو تمہیں خدا تعالیٰ کا کچھ بھی خوف نہیں جبکہ ربِ کریم کا ارشاد ہے من عادیٰ ولیا فقد آذنتہ بالحرب (جو کوئی میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ العیاذ باللہ۔ یہ حدیث قدُسی تو عام اولیاء کرام کے مُتعلق وارد ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اس ولی کے ساتھ جو سیدُ النسب اولادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے حسد رکھتے ہو یعنی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تو تم کو آقائے دو جہاں مولائے کُل، امام الانبیاء شافع یوم النشور نبی مکرّم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کچھ شرم نہیں آتی جبکہ تمہارے اعمال ہر ہفتے ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے ساتھ ربِ ذُوالجلال جل شانہ، نے تمہیں ایسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تو ارشاد ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورۃ الشوریٰ پارہ نمبر ۲۵ القرآن)

ترجمہ: میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے فرماؤ کہ میں تم سے تبلیغ اسلام پر کچھُ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی میرے ساتھ محبت کرو کہ تم میرے رشتہ دار اور میری اولاد کے ساتھ محبت کرو کہ وہ میرے رشتہ دار ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے

والمعنی لا اطلب منکم علی ما انا علیه من التبلیغ والبشارة کما لم یطلب الانبیا من قبلی (الا لمودة فی لقربیٰ(تفسیر روح البیان جلد نمبر ۸ ص ۳۱۰)

ترجمہ: مطلب یہ کہ میں تمہیں اللہ کے احکام جوبذریعہ وحی پہنچاتا ہوں اس پر تم سے کچھ بھی معاوضہ لینا نہیں چاہتا جیسے کہ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اُمتوں سے کوئی اُجرت طلب نہیں کی تھی صرف یہ کہ میری قرابت داری سے محبت کرو۔

قارئین حضرات دیکھا آپ نے اللہ کا ارشاد ہے کہ میرے محبوب کی اولاد کیساتھ حُسنِ سلوک اور محبت سے پیش آو۔ان نام نہاد اُمتیوں کا تماشا بھی دیکھیں ذرا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے ساتھ دُشمنی حد درجہ نقصان دہ بلکہ زوالِ ایمان کا سبب بھی بن سکتی ہے۔العیاذباللہ۔ تفسیر روح البیان کی اسی جلد میں ہے۔

وقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من مات علی حب آل محمد مات شهیداً الا من مات علی حب آل محمد مات مغفوراً له الا من مات علی حب آل محمد مات تائباً --بطوله -- الی ان قال -الا و من مات علی بغض آل محمد جا یوم القیامة مکتوب بین عینیه آئس من رحمة الله الا ومن مات علی بغض آل محمد صلی الله علیه وآله وسلم مات کافراً الا ومن مات علی بغض آل محمد صلی الله علیه وآله وسلم س لم یشم رائحة الجنة (تفسیر روح البیان ج:۸ ص ۳۱۲)۔

ترجمہ: فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو اپنے دل میں اولاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتے مرا تو ہو شہید مرا اور خبردار جو اولاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دل میں محبت رکھتے ہوئے مرا تو وہ مغفور مرا یعنی وہ ایسی حالت میں مرا کہ اس کے تمام گناہ اللہ نے بخش دیئے اور خبر اور جو اولاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتے ہوئے مرا تو وہ توبہ کے ساتھ مرا!!! اور خبردار جو اولاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا تو وہ کامل الایمان مرا۔ سُبحان اللہ اور جو اولاد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا تو مرتے

وقت ملک الموت اس کو جنت کی بشارت دے گا اور پھر قبر میں منکر نکیر بھی جنت کی بشارت دیں گے اور خبردار جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا میدان حشر سے فرشتے اس کو جنت میں اس طرح لے جائیں گے جس طرح دُلہن کو اپنے شوہر کے گھر لے جایا جاتا ہے اور جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا قبر میں اللہ اس کیلئے جنت کی طرف دو دروازے کھول دے گا۔ اور جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا اللہ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لئے مزار بنا دے گا اور جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مرا وہ اہلسنت والجماعت مرا۔ الحمد للہ۔

انتباہ: ان حقائق و فوائد کثیرہ سے جو آقائے کُل فخرِ الرسل والانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالی ہیں وہ کون سا اور کس قسم کا مُسلمان ہو گا جو اس سے اعراض کرے گا۔ اس کے آگے بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سُنیئے۔

اور جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بُغض کرتے ہوئے مرا قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں لکھا ہوا ہو گا کہ یہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے اور خبردار جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بُغض کرتے ہوئے مرا وہ کافر مرا۔ العیاذ باللہ اور خبردار جو آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بُغض کرتے ہوئے مرا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ اللہ اپنے حبیبِ مکرم نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ساتھ بُغض سے محفوظ فرمائے آمین۔
قارئین حضرات غور فرمایا آپ نے اولیاء اللہ سے بُغض ایک جُرم ہے اور پھر ان اولیاء کرام سے بُغض رکھنا جو من حیث النسب سادات کرام ہیں، دوسرا جرم ہے اللہ بچائے۔

اب میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہُ کے عُرس گیارہویں شریف کے بارے چند سطور پیش کرتا ہوں جس کے بارے آئے دن یہ نام نہاد مُسلمان شرک وبدعت کے فتوے جاری کرتے ہیں۔

گیارہویں شریف

گیارہویں شریف در حقیقت محبوب سبحانی قُطب ربانی غوث اعظم حضور سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی روح پُر فتوح کو ایصالِ ثواب کرتا ہے اور ایصال ثواب کا ثبوت: قرآن کریم، احادیث شریفہ اور سلفِ صالحین کی کتب سے اظہر من الشمس ہے۔ مُلاحظہ فرماویں۔

قرآن کریم

والذین جاؤامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا با الایمان

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورہ حشر۔ القرآن)

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم و یومنون بہٖ و یستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شیی رحمۃ و علما فاغفر للذین تابوا اوتبعوا سبیلک (سورہ مومن)

ترجمہ: اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مُسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے۔ (سورہ مومن)

توضیح: ان آیات سے ثابت ہوا کہ کسی کے لئے دُعائے مغفرت مانگنا بالکل جائز ہے۔

احادیث شریف

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا گیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں کُلی آخرہ (تذکرۃ الموتی والقبور ص ۷۷)۔

(۲) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی ماں کے انتقال کا ذکر کیا اور اس کیلئے بہتر صدقہ کے مُتعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کنواں کھووالور کہاھٰذَا لِاُمِّ سَعدٍ یہ کنواں اُم سعد کیلئے ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۹)

(۳) خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو قربانیاں کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی اُمت کی طرف سے (صحیح مسلم شریف ج: ۲'ص ۱۵۶)

قارئین حضرات ان احادیث سے ایصالِ ثواب روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی ولی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا بھی بلاچون وچرا جائز ہے فافہم

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ کی روح پاک کو ایصال ثواب کرنے کیلئے مالیدہ دودھ اور چاول پکا کر فاتحہ پڑھی جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں' جائز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہر سال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی فاتحہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو دلایا کرتے تھے۔ کسی ولی اللہ کی طرف نسبت کرنا' تو اس کا جواز بھی احادیث مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہوا اور ایک روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک قافلہ کو کہا کہ فلاں مسجد میں دو چار رکعت نماز پڑھنا میرے لئے اور یوں کہنا کہ ھذا لابی ہریرۃ یعنی اس نماز کا ثواب ابوہریرہ کو ملے (مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۸)

کسی ولی اللہ کی طرف کو چیز منسوب کرنے پر یہ لوگ اس کے کھانے کو حرام شرک اور بدعت کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل جائز ہے ان منکرین کے بزرگ پیشوا جناب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی بھی اس کے قائل ہیں لکھتے ہیں کہ دوزانو بطور نماز بیٹھ کر چشتیہ طریقے کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری اور خواجہ بختیار قطب الدین کاکی وغیرہ حضرات کے نام کی فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خُداندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے (صراط مستقیم ص ۱۱) اور یہی مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں جب میت کو کچھ نفع پہنچانا مقصود ہو تو اسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہئے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے (صراط مستقیم ص ۶۴)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مُردہ کو یا زندہ کو دے دے جس طرح مُردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہنچ جاتا ہے (الفذ کیر حصہ سوم ص: ۵۵)۔

مقام تفکر ہے میں کہتا ہوں کہ منکرین اگر اسلاف عُلماء اہلسنت کے اقوال پر عمل نہیں کرتے تو کم از کم اپنے بزرگوں پیشواوں کے قول ہیں پر عمل کرلیں۔ حضرت شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی علیہ

الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عبادتِ مالیہ سے مُردوں کو نفع اور ثواب حاصل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (جامع البرکات مسائل اربعین ص ۳)

اسی طرح سیدّنا حضرت امام اعظم ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور سلف صالحین رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے (شرح فقہ اکبر ص ۱۷۸)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے حکم فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۷۳)

بعض مُنکرین عقل کے دُشمن کہتے ہیں کہ تم مُقررہ تاریخ پر کیوں گیارہویں مناتے ہو دوسرے دن کیوں نہیں مناتے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ مذہب حق اہلسنت والجماعت کے لئے تعین یوم یا تاریخ کوئی ضروری نہیں ہے یعنی یہ نہیں کہ اگر گیارہویں شریف کی گیارہ تاریخ کو ہی دی جائے تو ہو گی ورنہ نہیں یہ بات کسی بھی اہلسنت وجماعت کی کتاب میں نہیں ہے جب بھی ایصال ثواب کیا جائے جائز ہے۔

صرف بات اتنی ہے کہ احباب کی آسانی کیلئے دن یا تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات مخالفین کے مشہور بزرگ پیشوا حضرت پیر امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

مقصود ایجاد رسم عُرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم مُلاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے' یہ مصلحت ہے تعین یوم میں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

کسی بھی جائز کام کے لئے مصلحت دن تاریخ مقرر کرنا شرعاً بالکل جائز اور درست ہے۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی وعظ فرمانے کے لئے نفلی روزے رکھنے اور سفر کرنے کے لئے دن مُعین فرمائے ہوئے تھے۔ مُلاحظہ فرماویں (صحیح بخاری شریف ج: ۱ ص ۳۶) بلکہ یہ دن تاریخ مُقرر کرنا تو کوئی نامشروع بات ہے ہی نہیں اگر غور کیا جائے تو ربّ کریم نے بھی لوگوں کے اعمال اپنی بارگاہ میں پیش فرمانے کے لئے دن اور وقت مُعین فرمائے ہیں جیسے جمعرات کی شام سوموار کا دن جمعہ کی رات (ادب المفرد ص ۴۵)

خلاصہ یہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کوئی نئی ایجاد

نہیں اور یہ کہ صرف پاکستان میں یہ مُبارک تقریب منعقد ہوا کرتی ہے تمام بلادِ اسلامی میں بزرگانِ دین حضرات یہ تقریب منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیشک ہمارے ملک ہندوستان میں آج کل عُرس غوثِ اعظم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یعنی گیارہوں شریف کی گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں مُتعارف ہے اسی طرح ہمارے شیخ ابُو المحاسن سیدؔ شیخ موسیٰ الحسینی نے نقل کر کے لکھا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد اور پیر امام عبدالوہاب مکی علیہ الرحمۃ بھی اسی تاریخ کو گیارہوں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ بھی (ماثبت السنۃ ص ۱۲۴)۔ حضرت شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے روضۂ مُبارک پر گیارہویں تاریخ کو سُلطان اور اکابرین شہر عُلماء و مشائخِ عظام جمع ہوتے ہیں۔ نمازِ عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مدح میں منقبت اور قصائد پڑھتے ہیں نمازِ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان کے اردگرد مُریدین حلقہ بنا کر ذکر جہر کرتے ہیں اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز ہوتی تقسیم کی جاتی ہے اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رُخصت ہو جاتے ہیں۔
(ملفوظات عزیزی فارسی ص ۶۲)

پس معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف کا عمل زمانہ قدیم سے تمام اسلاف اور مشائخِ عظام کرتے آرہے ہیں اور کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ مُخالفین کے پیر و مُرشد نے بھی اس کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔
(حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

علاوہ ازیں حضرت شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کلماتِ طیبات فارسی کے ص ۷۸ پر مکتوباتِ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو گیارہویں شریف کے جواز پر مُستند دلیل ہے فلیر اجع الیہ گیارہویں شریف کے جواز کے لئے خواہشمند حضرات تفسیرات احمدیہ ص ۲۹، وجیز الصراط ص ۹۱، خزینۃ الاصفیاء جلد ا ص ۹۹، سفینۃ الاولیاء ص ۲۷، اخبار الاخیار ص ۲۴ شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی، تحفہ قادریہ ص ۹۰ شاہ ابو المعالی وغیرہ کتابوں کا ضرور مطالعہ

فرماویں۔

قارئین حضرات آپ نے ان مندرجہ حوالوں سے ضرور اندازہ کیا ہوگا کہ گیارہویں شریف بذات خود ایک مستحسن امر ہے کیونکہ اس کا مقصد ایصال ثواب ہے جو ہر لحاظ سے شرعاً جائز ہے جیسے کہ آپ نے گذشتہ سطور میں قرآنی آیات' احادیث شریف' اقوال محدثین حضرات و معمولات مشائخ سے خوبی اندازہ کیا ہوگا۔

آخر میں ہم ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ عرس یعنی گیارہوں شریف حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' منانا جائز ہے کہ نہیں۔ حضرت علامہ قاضی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "خزینۃ الاصفیاء" میں فرماتے ہیں

شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری قدس سرہ ہمتی بلند حالتے قوی راشت صاحب سواطع الانوار کرامات بیشمار و خوارق لاتعد و لاتحصیٰ از وے درج کتاب خود نمودہ است کہ مشتے از خروارے یکے از ہزار ند کور میگردد۔ نقلست کہ شیخ بشب عرس سالینہ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلسے عالی ترتیب میکردو طعام وافر بفقراء و غرباء میداد۔ وقتی چوں موقع عرس حضرت غوثیہ قریب رسید چیزے موجود نداشت الی آخرہ۔ (ملخصاً)

ترجمہ : یعنی شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بلند ہمت اور قوی حالت کے مالک تھے مصنف "سواطع الانوار" نے آپ کی بیشمار کرامتیں اپنی کتاب میں درج فرمائی ہیں۔ مشت نمونہ خروارے کے ایک کرامت درج کرتے ہیں روایت ہے کہ حضرت شیخ محمد داؤد قدس سرہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے عرس یعنی گیارہویں شریف کی رات اہتمام کے ساتھ بہت بڑی مجلس ترتیب دیا کرتے اور فقراء و غرباء میں طعام وسیع مقدار میں تقسیم فرمایا کرتے ایک دفعہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ' کی گیارہویں شریف کی تاریخ جب قریب آئی تو آپ کے پاس کچھ بھی یعنی نقد رقم خرچ کرنے کے لئے نہ تھی تو آپ نے اپنے خلیفہ سوندھا کو بلایا اور کہا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ' کی گیارہویں شریف میں خرچہ کرنے کے لئے کسی دوست سے رقم قرض حسنہ لے آئیں۔ خلیفہ کو یہ حکم دینے کے بعد آپ قیلولہ کے لئے حجرہ میں تشریف لے گئے قیلولہ سے جب بیدار ہوئے تو شیخ

سوندھا کو طلب فرمایا اور ان سے کہا کہ گیارہویں شریف کے خرچہ کے لئے کسی سے قرضہ مت لو کیونکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ اس کارِ خیر میں خود امداد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں قیلولہ کرنے گیا تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی روح پر فتوح نے خود تشریف آوری فرما کر مجھے گیارہ روپیہ اور ایک اشرفی عطا فرمادی اور فرمایا کہ اس رقم کو مصارفِ عُرس یعنی گیارہویں شریف میں خرچ کرو حضرت شیخ محمد داؤد فرماتے ہیں کہ جب میں قیلولہ سے بیدار ہوا تو مذکورہ رقم میرے ہاتھ میں تھی۔ (خزینۃ الاصفیاء ج: ۱ ص ۲۸۳)

قارئین حضرات بنظرِ انصاف غور فرمادیں کہ اگر تقریب گیارہویں شریف ناجائز ہوتی تو کیا حضرت غوث الثقلین اس ناجائز کام کے لے حضرت شیخ محمد داؤد کو رقم عطا فرماتے اور ان کو رقم مذکورہ مصارف گیارہویں شریف میں خرچ کرنے کے لئے حکم فرماتے حاشا و کلا۔ مندرجہ حوالوں سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدّ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شان ارفع و اعلیٰ کی اچھی طرح وضاحت ہو چکی اور آخر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی گیارہویں شریف کے بارے بھی حوالے جو مستند ہیں قوی ہیں پیش کئے گئے۔ اب اگر ان تمام حوالوں کو بھی کوئی نہ مانے تو محبوب سُبحانی غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی شان اعلیٰ میں کیا کمی آجائے گی۔

الٰہ العالمین ہمیں فیوضات غوثیہ سے محروم نہ فرما۔

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی
دوست دار چار یارم تا بہ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احیائے دین

سید یاسر بخاری

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدہ ۵:۶۷)

ترجمہ :اے رسول کریم! پہنچا دیجئے جو کچھ اترا آپ پر آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے

یعنی اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ دین کا اہم فریضہ سونپتے ہوئے اپنے پسندیدہ مذہب اسلام کا داعی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ کو اس عالمگیر اور آفاقی دین کے پیغمبر اور رسول کی حیثیت سے عالم فرش پر جلوہ افروز فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر اسلام کی ترویج واشاعت جس طرح سے کی اور اس راستے میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان سے ہم واقف ہیں لیکن آج ہم تک یہ دین اسلام کیسے پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو لیجئے۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً (پہنچا دیجئے میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فرمایا کہ جو کچھ میں کہوں اس کی صاف صاف اور کھلم کھلا تبلیغ کرو اور زیادہ سے زیادہ لوگوں میں اس آفاقی پیغام کی اشاعت کرو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام جگہ جگہ پھیل گئے اور اسلام کی اشاعت کرتے رہے۔ آپ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور اولیاء عظام ہیں جنہوں نے حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو من وعن عامۃ المسلمین کے سامنے بیان کیا اور انہی صلحاء اور اولیاء کی بدولت آج ہم ایک مسلمان کی حیثیت سے سانس لے رہے ہیں۔

اولیائے عظام کی خدمات کا قرآنی اصول

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (الرعد، ۱۳:۱۱)

(تاکید جانو کہ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک افراد قوم کے نفوس کے اندر تبدیلی واقع نہ ہو)

یعنی جب تک قلب کی گہرائیوں میں شر وفساد موجود ہے تو انسان کی حرکات اور سکنات اور

اس کے افعال و اعمال سے بُرائیوں کا ظہور ہو گا اور اگر قلب میں فلاح و خیر کا انقلاب موجزن ہو جائے تو متعلقہ شخص کی ذات چشمہ خیر و برکات بن جائے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس ۹۱: ۹، ۱۰)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں دبا دیا

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں مفسر قرآن پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"جو شخص اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے اپنے آپ کو اخلاقِ حسنہ سے آراستہ کرتا ہے اس کی فطرتِ سلیمہ نشو و نما پاتی ہے۔ اس کی قوت و توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے اندر ایسا عزم اور ہمت محسوس کرتا ہے کہ وہ مشکل سے مشکل کام کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو وہ پرکاہ کی وقعت نہیں دیتا' نہایت ثابت قدمی سے نیکی کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔ اس کی زندگی کا دارمدار اعمال حسنہ اور روشن کاموں سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور آخر کار وہ اس منزل پر فائز ہو جاتا ہے۔ جس کے بارے میں حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے اکون بصره الذی یبصر به میرا نور اس کی بینائی بن جاتا ہے اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے الخ۔ جب اس کی ظاہری زندگی رحمتوں اور برکتوں کا مخزن و منبع ہوتی ہے تو آخرت میں اس کی جو عزت افزائی ہو گی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے"۔[۱]

یہ اٹل قرآنی اصول جس طرح افراد کے لئے صحیح ہیں اسی طرح جماعت اور قوم کے لئے بھی صحیح ہیں کیونکہ جماعتیں اور قومیں افراد ہی سے بنتی ہیں یا بگڑتی ہیں۔ لہٰذا افراد ہی وہ بنیادی و کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جن کی وجہ سے قومیں یا تو اوجِ ثریا پہ پہنچ جاتی ہیں اور یا قعر مذلت میں گر جاتی ہیں۔ اسی لئے افراد کے تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ قلوب کے لئے ارباب ولایت و روحانیت نے اپنی روحانی سلطنت زوال خلافتِ راشدہ کے بعد بھی قائم رکھی انہوں نے ملت اسلامیہ کو کبھی نہیں چھوڑا نہ حکمرانوں کی اصلاح سے منہ موڑا۔ اولیاء اللہ کی اس قدوسی جماعت نے اپنا تعلق فکر و نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مضبوط رکھا اور کبھی بھی ذاتی مفاد یا مصلحت کو راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیا۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (البقرہ ۲:۲۵۷) (اللہ ان کا دوست ہے جو ایمان لائے)

ولایت چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس صفت سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام خاص طور پر نوازے جاتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک نظام حکومت روحانیت وولایت کے علمبرداروں کے ہاتھ میں رہا اُس وقت تک ایک مکمل اسلامی معاشرہ قائم رہا جس میں اخلاق سے لے کر عدل وانصاف اور امنِ عامہ تک تمام جُملہ سماجی مساوات قائم نظر آئیں لیکن جیسے ہی عنانِ حکومت دولت پرستوں اور اقتدار پرستوں کے ہاتھوں میں مُنتقل ہوئی ملت اسلامیہ افراتفری' انتشار اور خانہ جنگیوں کا شکار ہو کر رہ گئی۔ غیر اقوام نے ان حالات سے فائدہ اٹھایا جس کا نتیجہ آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ چند اہلِ دنیا (ارباب حکومت) لوگوں نے اولیائے کرام کو اپنا مدِ مقابل جان کر ظلم کے پہاڑ توڑے' خُلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین' اور اہلبیت کرام سے تقریباً ۹۵ فیصد شہید کیے گئے۔

اسلام اگرچہ ایک آفاقی اور عالمگیر دین ہے لیکن آج یہ ہم تک موجودہ شکل میں جس طرح پہنچا ہے اس کی تاریخ بڑی سنگین اور پُرفتن ہے۔ جس زمانے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے مسندِ ارشاد و موعظت سنبھالی اس وقت اسلام ایک انتہائی نازک مقام پر تھا۔

> "ایک طرف باطنیت اور اس کی شاخیں' اسلامی روح اور اس کے عقائد کے لئے سخت خطرہ تھیں دوسری طرف مُسلمانوں کو زندگی سے بے دخل کرنے کے لئے صلیبیوں کی یورش اور تاتاریوں کا حملہ بالکل کافی تھا۔ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب ہوتا تو وہ اس موقع پر اپنے سارے امتیازات کھو دیتا اور ایک تاریخی داستان بن کر رہ جاتا ہے لیکن اسلام ان سب داخلی وخارجی حملوں کو برداشت کر گیا۔ اور اس نے نہ صرف اپنی ہستی قائم رکھی بلکہ زندگی کے میدان میں نئی نئی فتوحات حاصل کیں۔ تحریفات' تاویلات' بدعات' عجمی اثرات' مُشرکانہ اعمال اور رسوم' مادیت' نفس پرستی' تعیشات' الحاد و لادینیت اور عقلیت پرستی کا اسلام پر بارہا حملہ ہوا" ۲؎

ان نازک ترین حالات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے ذریعہ اپنے پسندیدہ دین کی حفاظت خوب فرمائی۔ ایک طرف تو علمائے کرام نے اس میں اہم کردار ادا کیا اور اسلام کی حقیقی روح کو تازہ کیا جبکہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ بھی مرحمت فرمائے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس دین کو ہر دور میں زندہ اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے اور مجموعاً یا انفراداً اس دین کو تازہ اور اس اُمت کو سرگرم عمل رکھیں گے۔

یہی وہ مشائخِ کرام اور اولیائے عظام ہیں جن کی بدولت آج ہم الحمد للہ ثم الحمد للہ مسلمان ہیں کیونکہ انہیں لوگوں نے اپنے اپنے ادوار میں حق کو واضح کیا اور باطل کے خلاف لڑے' اسلام کی حقیقی تعلیمات سے عوام النّاس کو روشناس فرمایا' بدعات کے خلاف جہاد کیا' مشرکانہ اعمال و رسم و رواج کی سختی سے مناہی اور سُنتِ نبوی کی پرزور حمایت کی اور دُنیا پرستی اور عیش و طرب کے ماحول پر جو ضرب کاری لگائی اسی کی بدولت احیائے دین ہوا۔

"یہ افراد علمی اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اپنے زمانے کے ممتاز ترین افراد تھے اور طاقتور اور دل آویز شخصیتوں کے مالک تھے" ۔ ۲

اللہ کو چونکہ اسلام کی بقاء اور حفاظت مطلوب ہے اسی لئے جو کام وہ پہلے انبیائے کرام سے لیتا تھا اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے مُجدّدین اور مُصلحین سے انجام پذیر ہوں گے۔ کوئی بھی مذہب اس وقت تک مستحکم نہیں ہو سکتا جب تک وقتاً فوقتاً ایسے افراد پیدا نہ ہوتے ہوں جو اپنے ایمانِ کامل' معرفتِ الٰہی' خوش خلقی' عاجزی و انکساری اور اعلیٰ ذہنی و فکری صلاحیتوں سے کام لے کر عوام کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیں اور اس مذہب کے پیروکاروں میں نئی امنگ اور جوش و ولولہ پیدا کریں۔ یہی جذبات کام میں لا کر مذہب کی ترویج کی جاتی ہے۔ اسلام کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلام کے لئے کوئی فتنہ پیدا ہوا وہاں کوئی نہ کوئی ایسی ہستی ضرور موجود ہوئی جس نے اپنے قول اور فعل دونوں سے اس فتنہ کا مقابلہ کر کے اسلام کو سرخرو کر دیا۔ انہی چند عظیم المرتبت ہستیوں میں محبوبِ سبحانی' قطبِ ربانی' قندیلِ نورانی' ہیکلِ یزدانی' شہبازِ لامکانی سید شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کا لقب مبارک "محی الدین" یعنی دین کو جِلا

(زندگی) بخشنے والا ہے۔ چونکہ آپ نے اسلامی طرزِ فکر میں ایک نئی روح پھونک دی اور تمام اختلافات کا قلع قمع فرمایا اسی لئے آپ کو محی الدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ "میں ایک سفر سے ایک دفعہ حج کے لئے بغداد کی طرف ننگے پاؤں آیا اور ایک بیمار پر جس کا رنگ متغیر اور دبلا تھا گذرا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا "السلام علیک یا عبد القادر! میں نے اس کو سلام کا جواب دیا اس نے کہا کہ آپ میرے قریب آئیں میں اس کے قریب آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھلا دیں، میں نے اس کو بٹھلا دیا تب اس کا جسم بڑھنے لگا اس کی صورت اچھی ہو گئی اس کا رنگ صاف ہو گیا میں اس سے ڈرا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ میں دین ہوں میں جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا خستہ حال ہو گیا تھا بے شک اللہ نے مجھے آپ کے سبب سے زندہ کر دیا اور آپ محیُ الدین ہیں" ۔ ۴

اس واقعہ کے بعد جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو ہر کوئی محی الدین پکار رہا تھا۔ آپ اپنے والد محترم کے نسبی شجرہ مبارکہ سے امام عالی مقام حسن علیہ السلام کی اولاد ہیں جبکہ والدہ کی نسبت سے حسینی سید ہیں۔ بقول شاعر

این بارگہِ حضرتِ غوث الثقلین است
نقدِ کرمِ حیدر و نسل حسنین است
مادرشِ حسینی نسبتِ است و پدرِ او
اولادِ حسن یعنی کریمُ الابوین است

تحصیل علم

اٹھارہ سال کی عمر میں ۴۸۸ھ میں بغداد شریف میں تشریف لائے اور پوری محنت و لگن سے حصول علم میں مشغول ہو گئے۔

"عبادات و مجاہدات کی طرف طبعی کشش کے باوجود آپ نے تحصیلِ علم میں قناعت و زُہد سے کام نہیں لیا۔ ہر علم کو اس کے باکمال اُستادوں اور صاحب فن عالموں سے حاصل کیا اور اس میں پوری دستگاہ پیدا کی، آپ کے اساتذہ میں ابو الوفا ابن عقیل محمد بن الحسن الباقلانی اور ابو ذکریا جیسے نامور علماء و ائمہ فن کا نام نظر آتا ہے۔" ۵

درس و وعظ

حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کے دوران ایک روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ سرکار رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ اے عبدالقادر! تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے' عرض کی یارسول اللہ! میں عجمی' فصحاء عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ فرمایا اپنا منہ کھولو آپ نے تعمیل ارشاد کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سات بار آپ کے منہ میں ٹپکایا اور فرمایا جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلاؤ۔ خواب سے بیدار ہوئے تو نماز پڑھی اور وعظ کے لئے بیٹھ گئے کچھ لوگ آگئے آپ کو کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی تو یکایک کشفی حالت طاری ہوئی' دیکھا کہ شہنشاہ ولایت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کھڑے ہیں' فرماتے ہیں عبدالقادر وعظ کیوں نہیں کرتے' عرض کیا حضور گھبرا گیا ہوں' امام الاولیاء نے فرمایا منہ کھولو' آپ نے تعمیل کی' حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا' حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ نے سات مرتبہ کیوں نہ ڈالا؟ فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے ہے۔ پھر آپ نے وعظ شروع فرمایا تو جیسے فصاحت اور بلاغت کے دریا اُمنڈ پڑے' سرمدی موسیقی کانوں میں رس گھولنے لگی' دل گداز اور روحیں سرشار ہو رہی تھیں ہجوم خلق کی وجہ سے کھلے میدان میں درس دیتے۔ پہلے درس کے دوران پانچ ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔

آپ کے تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ آپ بلا مُطالعہ کُتب کسی بھی مسئلہ کا فوراً بہترین جواب دے دیا کرتے تھے بلادِ عرب و عجم سے کئی کئی فتاویٰ آپ کے پاس آتے اور کوئی بھی فتویٰ ایک دن سے زیادہ وقت نہ لیتا۔ آپ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دونوں کے مذہب پر فتویٰ صادر فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کا فتویٰ عُلماءِ عراق کے پاس پہنچ جاتا تو وہ جواب کی اتنی سرعت سے پہنچنے پر متعجب ہو جاتے

"آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بلاد عجم سے بغداد میں ایک فتویٰ آیا جو تمام علماءِ عراق کے سامنے پیش ہوا تھا لیکن کوئی بھی عالم

اس کا درست جواب دینے سے قاصر رہا۔

مسئلہ: علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ ایسی منفرد عبادت کرے گا جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو اور اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ چنانچہ جب یہ فتویٰ تمام علماء کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت شیخ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فی الفور جواب دیا کہ کچھ دیر کے لئے مطاف کعبہ خالی کر لیا جائے اور مذکورہ شخص اس میں سات مرتبہ طواف کرے اسی طرح اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ مسئلہ دریافت کرنے والا اسی وقت مکہ معظمہ روانہ ہو گیا"۔6

صاحب "بہجۃ الاسرار" لکھتے ہیں "خبر دی ہم کو شریف ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر تیرہ (۱۳) علوم میں کلام کیا کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر، حدیث، مذہب و اخلاقیات کا درس دیا کرتے تھے۔ اور شام کے وقت آپ سے لوگ تفسیر، حدیث، مذہب، اخلاقیات، اصول نحو پڑھا کرتے تھے اور ظہر کے بعد آپ ساتوں قرأت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے"۔7

حضور غوث اعظم محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، ہیکلِ یزدانی، شہبازِ لامکانی سید ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ ایسے عالم میں مسندِ دعوت و ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے جبکہ فضاء حضرت حلاج کے واقعہ سے پوری طرح مکدر تھی۔ آپ چونکہ فقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اور چونکہ یہ مسلک روایات کے ظاہرہ معنی میں پکا اور متشدد ہے اس لئے الحاد و زندیقی کی تہمت آپ پر عائد نہ ہو سکتی تھی۔ فتویٰ اور درس کی سند آپ کے پاس تھی۔ کوئی بھی قاضی وقت یا مفتی و فقیہ آپ کے علم و عمل پر اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دل واہلِ طریقت کے لئے آپ کی ذاتِ مبارکہ ڈھال بن گئی اور اہل شریعت آپ اور آپ کے متوسلین پر بدعتی اور غیر شرعی ہونے کا الزام نہ لگا سکے۔ آپ پر شریعت و طریقت کا اجماع ہو گیا اور آپ کے بعد اہل علم حضرات کے اعتراض میں کمی آتی گئی اور انہوں نے عملاً صوفیاء کو اپنا رہبر و رہنما تسلیم کر لیا۔ دوسری طرف صوفیائے

کرام نے بھی پہلے سے زیادہ شریعت کی پابندی اور احترام ملحوظ رکھنا شروع کر دیا اس طرح سے نہ صرف اہلِ علم حضرات بھی مطمئن ہو گئے جبکہ صوفیاء اور اہل دل حضرات میں موجود کشمکش کا بھی خاتمہ ہوا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر حدودِ الٰہی (احکام شرعی) میں سے کوئی حد ٹوٹتی ہو تو سمجھ لو کہ تم فتنے میں پڑ گئے ہو اور شیطان تم سے کھیل رہا ہے 'فوراً شریعت کی طرف رجوع کرو اس کو مضبوط تھام لو' نفس کی خواہشات کو جواب دو اس لئے کہ ہر وہ حقیقت جس کی شریعت تائید نہیں کرتی باطل ہے" ۔ ۸

مُعتزلہ عقائد کی تردید

فرقہ مُعتزلہ دین اسلام میں مادیت کے نمائندے تھے اور وہ علم قرآنی کی تشریح عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں کرتے۔ اس فرقہ کا بانی واصل بن عطاء (۸۰ھ-۱۳۱ھ) تھا جو کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شاگرد تھا۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فیض یافتہ تھے۔ ولایت کے بلند رتبے پر فائز ہیں اور علم و عرفان اور فلسفہ میں ممتاز تھے۔ ان کی صحبتِ مُبارکہ میں واصل کے نظریے میں وسعت پیدا ہوئی "ایک دن امام حسن بصری کے حضور ایک مسئلہ پیش ہوا کہ جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو آیا وہ کافر ہے یا مسلمان؟ واصل نے اس کا جواب دیا کہ نہ وہ کافر ہے اور نہ مُسلمان بلکہ وہ ان دونوں کے درمیانی درجہ میں ہے۔ اس کے بعد واصل نے مسجد کے ایک کونہ میں الگ بیٹھ کر اپنے نقطہ نگاہ کی تشریح شروع کر دی اور دلائل پیش کئے اس کے اس الگ بیٹھ جانے پر امام حسن بصری نے کہا اعتزال عنا (وہ ہم سے جدا ہو گیا)۔ اسی فقرہ سے واصل بن عطا کے فرقہ کا نام "معتزلہ" پڑ گیا" ۹۔ معتزلی فرقہ میں بنیادی باتیں مندرجہ ذیل ہیں

(۱) ایک مدت سے مسلمانوں میں جبر و قدر کے مسئلہ پر اختلاف تھا۔ عُلماء کے ایک طبقہ کا خیال تھا کہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور محض ہے۔ یہ لوگ جبریہ کہلاتے تھے لیکن بعض علماء کا خیال تھا کہ انسان اپنے افعال میں مُختار ہے' یہ لوگ قدریہ کہلاتے تھے' معتزلہ قدریہ تھے۔ ان کے نزدیک انسان اپنے تمام اعمال و حرکات پر قادر ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر جزاء و سزاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک یہ بات عدل خُداوندی کے خلاف تھی کہ ایک مجبور انسان کو ان اعمال بد کی جزاء دی جائے جو کہ روزِ اول سے ہی اس کے نصیب میں لکھے جا چکے تھے۔

(۲) آخرت میں بنی نوع انسان جسمانی طور پر دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے۔

(۳) ذاتِ باری تعالیٰ کا وجود نہیں اس لئے قیامت کے روز انسان جسمانی نہیں بلکہ روحانی آنکھ یعنی عقل وشعور سے اللہ تعالیٰ کو محسوس کریں گے۔

(۴) خدا تعالیٰ کی صفات اس کی ذات سے جدا نہیں ہیں۔

(۵) قرآن مخلوق اور حادث ہے

مؤخر الذکر مُعتزلہ کا اہم عقیدہ ہے۔ تمام علمائے کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن خُدا کی کلام ہے اور وہ موجودہ شکل میں روزِ ازل سے موجود تھا۔ قرآن اتنا ہی قدیم اور ازلی ہے جتنا کہ خود خُدا۔ مُعتزلہ اس عقیدہ کو شرک خیال کرتے تھے۔ انکے نزدیک دوسری تمام چیزوں کی طرح قرآن بھی مخلوق اور حادث ہے۔ اس عقیدے سے کئی فتنوں کے ظہور کا امکان تھا۔ کیونکہ اس سے وقتی ضروریات اور حالاتِ زمانہ کے بدل جانے پر قرآنی احکام کے بدلنے کی گنجائش پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لئے علماء نے بڑی سختی اور شدت سے اس عقیدے کی مخالفت کی۔ اگرچہ اس کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل رہی۔ مامون الرشید چونکہ فلسفی تھا اور مُعتزلہ بھی مذہب اور فلسفہ کو اکھٹا کرنے کی کوشش میں تھے لہذا مامون نے ۲۱۸ھ میں حکم دیا کہ جو قاضی خلقِ قرآن تسلیم نہیں کرتا ان کو معزول کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ملت اسلامیہ کے تمام مذہبی پیشواؤں کے تحریری بیانات لئے جائیں۔ اکثریت نے اس کے خلاف رائے دی۔ جب مامون نے دیکھا تو اس نے تمام علماء کو قتل کرانے کا حکم دیا گیا تو سارے علماء اپنے بیانات سے منحرف ہو کر معتزلی عقائد پر ایمان لے آئے۔ صرف اور صرف امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح ثابت قدم رہے۔ معتصم باللہ اور واثق باللہ بھی مامون کے بعد اس کی حکمت علمی پر قائم رہے۔ ان کے عہد میں قاضی احمد بن داؤد جو مُعتزلہ فرقہ کے ممتاز عالم تھے' غیر معتزلہ علماء پر انتہائی سختیاں کیں۔ امام احمد بن حنبل کو اتنے کوڑے لگائے جاتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ ہوش میں آتے تو پھر سوال ہوتا کہ قُرآن حادث ہے یا قدیم؟ آپ فرماتے قدیم اس کے بعد پھر کوڑوں کا دور شروع ہو جاتا۔ آپ کو دولت کا لالچ بھی دیا جاتا مگر آپ فرماتے تم میرے سامنے قرآن وحدیث میں سے کوئی دلیل پیش کرو گے تو میں تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں"

اس گومگو کی کیفیت میں جبکہ لوگ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق جان چکے تھے اور معتزلی عقائد متزلزل ہونے لگے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عقل اور ادراک کی حقیقت کو ناقص گردانتے ہوئے تصوف کی طرف رجوع کیا۔ ان کی تحریروں نے کئی لوگوں کو قائل کر دیا لیکن صرف تحریر و تقریر سے وہ اثر نہیں ہوتا جو کسی شخصیت سے متاثر ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لوگ تو ایک ایسی شخصیت کے متلاشی تھے جس کے پیکر میں تصوف کا علم و عمل ڈھل گیا ہو جو نظام کائنات پر ایک حرف نہ کہے لیکن اس کے اشارۂ ابرو پر کائنات اپنے قانون توڑ دے۔ وہ عقل کے خلاف کچھ نہ لکھے لیکن اس کے سامنے پہنچ کر عقل کو اپنی عجز و درماندگی کا احساس ہو جائے اور دل کشف و مشاہدہ کی منزلیں طے کر لے اور جبر و قدر کے سارے معاملے سلجھ جائیں۔ محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وجود میں ایک ایسی شخصیت سامنے آگئی کہ ان کا محض دیکھنا ہر سوال کا جواب تھا۔ وہ مشکلات کا سراپا حل تھے۔ "گفتگو فرماتے تو الفاظ انفاس عیسوی بن کر پھیلتے' خاموش ہو جاتے تو علم و عرفان اور معرفت و انجم ان سے حقیقت کی خوشبوؤں کو مہکا دیتی تھی۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دینے اور گمراہ عقائد کی سختی سے تردید کرنے کے لئے اپنی خداداد روحانی اور علمی صلاحیتوں اور ملکہ اجتہاد سے داعیوں کی ایک منظم جماعت تشکیل دی جو کہ سلسلۂ قادریہ کی صورت میں آج بھی لوگوں کے سامنے ہے۔ سلسلہ قادریہ کے ان داعیوں نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدید ایمان کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس سلسلہ سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے اور لاکھوں انسانوں نے اپنے عقائد کی اصلاح کا سبق لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عالم اسلام میں مادہ پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور معتزلہ عقائد بھی مٹ گئے۔ اور ان کا کوئی نام لیوا نہ رہا، حکمرانوں کے ظلم و ستم اور ان کے ناجائز رویئے نیز ان کے غلط افعال اور فیصلوں کی سختی سے مذمت کرتے تھے۔ آپ بڑی راستبازی اور حق گوئی کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے۔ آپ اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالم کی خدمتگاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا ہے۔ تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان (ظالم) بادشاہوں کا خدمتگار رہے گا جن کی خدمت میں لگا ہوا ہے ان کی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گی اور تجھے حق کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں"

(زندگی) بخشنے والا ہے۔ چونکہ آپ نے اسلامی طرزِ فکر میں ایک نئی روح پھونک دی اور تمام اختلافات کا قلع قمع فرمایا اسی لئے آپ کو محیُ الدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ "میں ایک سفر سے ایک دفعہ حج کے لئے بغداد کی طرف ننگے پاؤں آیا اور ایک بیمار پر جس کا رنگ متغیر اور دبلا تھا گذرا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے اس کو سلام کا جواب دیا' اس نے کہا کہ آپ میرے قریب آئیں' میں اس کے قریب آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھلا دیں' میں نے اس کو بٹھلا دیا تب اس کا جسم بڑھنے لگا' اس کی صورت اچھی ہو گئی' اس کا رنگ صاف ہو گیا' میں اس سے ڈرا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں' اس نے کہا کہ میں دین ہوں میں جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا خستہ حال ہو گیا تھا بے شک اللہ نے مجھے آپ کے سبب سے زندہ کر دیا اور آپ محیُ الدین ہیں" ۔۴

اس واقعہ کے بعد جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو ہر کوئی محی الدین پکار رہا تھا۔ آپ اپنے والدِ محترم کے نسبی شجرہ مبارکہ سے امام عالی مقام حسن علیہ السلام کی اولاد ہیں جبکہ والدہ کی نسبت سے حُسینی سید ہیں۔ بقول شاعر

این بارگہہِ حضرتِ غوث الثقلین است
نقدِ کرمِ حیدر و نسل حسنین است
مادرشِ حُسینی نسبتِ است و پدر اُو
اولادِ حسن یعنی کریمُ الابوین است

تحصیل علم

اٹھارہ سال کی عمر میں ۴۸۸ھ میں بغداد شریف میں تشریف لائے اور پوری محنت و لگن سے حصول علم میں مشغول ہو گئے۔

"عبادات و مجاہدات کی طرف طبعی کشش کے باوجود آپ نے تحصیلِ علم میں قناعت و زُہد سے کام نہیں لیا۔ ہر علم کو اس کے باکمال اُستادوں اور صاحب فن عالموں سے حاصل کیا اور اس میں پوری دستگاہ پیدا کی' آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا ابن عقیل محمد بن الحسن الباقلانی اور ابوذکریا جیسے نامور علماء و ائمہ فن کا نام نظر آتا ہے۔" ۵

زور پکڑتے جا رہے تھے۔ ان کڑے حالات میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود حجتِ الٰہی اور آیت ربانی ثابت ہوا۔ آپ خود چونکہ نجیب الطرفین سیّد تھے۔ اور آپ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، کشف و کرامت کا کوئی مدعی امامت مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی ذات کی بجائے عامۃ المسلمین کو اپنے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف بلایا، وہ مرتبۂ اجتہاد کے باوجود حضرت امام احمد بن حنبل کے مُقلد رہے۔ حسنی و حُسینی سید تھے۔ لیکن شیخ حماد الدباس اور حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے پر فخر کرتے رہے۔ اور آپ کی ذات کے بعد کسی کو جرأت نہ ہو سکی کہ وہ بنو فاطمہ کا نام استعمال کر کے لوگوں کو اُکسائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ مبارکہ میں جو سب سے بڑی خصوصیت رکھی تھی وہ مُردہ دلوں کی مسیحائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قلبی توجہ اور زبان مُبارک کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی روح عطا فرمائی۔ آپ کا وجود مُبارک عالم اسلام کے لئے ایک برگ گہر بار تھا۔ آپ کی کوئی ایسی محفل نہ ہوتی تھی جس میں لوگ بکثرت اسلام نہ قبول کرتے اور فاسد الاعتقاد لوگ تائب نہ ہوتے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی تنظیم اور اشاعت نے اس معاملہ کو انتہا تک پہنچا دیا۔ قادری درویشوں اور ان کے مُریدین و خُلفاء نے ہر جگہ اسماعیلی داعیوں کا تعاقب کیا اور لوگوں کو معرفتِ الٰہی کے ٹھنڈے اور شیرین پانی سے سیراب کر کے فریب سراب سے محفوظ کر دیا۔ قادری صوفیاء اور مشائخ مراکش اور تیونس سے لے کر ہندوستان اور چین تک پھیل گئے۔ ہر جگہ ان کا سامنا اسماعیلیوں سے ہوا لیکن حق کے سامنے باطل کب ٹھہر سکتا ہے۔ اسماعیلی خود بخود سمٹ گئے ان کے تبلیغی سلسلے ختم ہو گئے اور وہ ایک نسلی فرقہ کی حیثیت سے بمشکل اپنے آپ کو باقی رکھے ہوئے ہیں۔

سلجوقیوں اور عباسیوں کی کشمکش

"سلجوقی سلاطین اور عباسی خلفاء کی باہمی کشمکش اس زمانے میں پورے عروج پر تھی۔ یہ سلاطین عباسی حکومت پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں تھے۔ کبھی خلیفہ کی رضامندی سے، کبھی اور کبھی اس کی مخالفت اور ناراضگی کے باوجود۔ کبھی کبھی خلیفہ و سلطان کے لشکر میں باقاعدہ معرکہ آرائی بھی ہوتی، اور مسلمان ایک دوسرے کا بے دریغ خون بہاتے۔ اس طرح کے واقعات مُسترشد کے

زمانے میں کئی مرتبہ پیش آئے' یہ عہد عباسی کا سب سے زیادہ طاقتور اور معقول خلیفہ تھا اور اکثر معرکوں میں فتح بھی اسی کو حاصل ہوتی' لیکن ۱۰ رمضان ۵۱۹ھ میں سلطان مسعود اور اس کے درمیان جو معرکہ ہوا اس میں اس کو شکست فاش ہوئی"۔ ۱۱

اس جنگ کے اختتام پر سلطان کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی' اور خلیفہ کو حراست میں لے لیا گیا اور بغداد کے لوگوں کا مال و دولت لوٹ لیا گیا۔ یہ خبر پوری عباسی سلطنت کے طول و عرض میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی خصوصاً بغداد پر اس کے بہت زیادہ سنگین نتائج مُرتب ہوئے عوام کی ظاہری و باطنی زندگی میں انتشار پیدا ہوا یہاں تک کہ لوگوں نے مساجد میں توڑ پھوڑ کی اور جماعتوں میں بھی شریک ہونا چھوڑ دیا۔ عورتیں بے پردہ ہو کر بغداد کی گلیوں میں نکل آئیں اور خلیفہ پر کیے جانے والے تشدد کا ماتم کرنے لگیں۔ بغداد کی وجہ سے دوسرے علاقوں میں بھی اسی قسم کی صورتحال پیدا ہوئی۔ ملک سنجر نے ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سلطان مسعود کو اس صورتحال کی نزاکت سے آگاہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ خلیفہ کو اس کے منصب پر دوبارہ فائز کر دیا جائے۔ سلطان نے حکم کی پوری پوری تعمیل کی لیکن خلیفہ کو بغداد تک پہنچنے ہی نہ دیا گیا اور اسے راستہ میں ہی باطنیوں نے قتل کر دیا۔

"یہ تمام الم انگیز واقعات شیخ عبدالقادر جیلانی کی نگاہوں کے سامنے گذرے۔ انہوں نے مسلمانوں کے باہمی افتراق و خانہ جنگی اور دشمنی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا' انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ محبت کی خاطر اور ملک و سلطنت اور جاہ و مرتبہ کے حصول کے لئے لوگ سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہیں ---- شیخ عبدالقادر جیلانی کا مادی وجود خواہ واقعات سے علیحدہ اور دور رہا ہو لیکن اپنے شعور و احساس کے ساتھ وہ اسی آگ میں جل رہے تھے' اور اسی سوز دروں نے ان کو پوری ہمت و طاقت اور اخلاص کے ساتھ وعظ و ارشاد' دعوت و تربیت' اصلاحِ نفوس اور تزکیہ قلوب کی طرف متوجہ کیا اور انہوں نے نفاق اور حبِ دُنیا کی تحقیر و تذلیل' ایمانی شعور کے احیاء' عقیدہ آخرت کی تذکیر اور سرائے فانی کی بے ثباتی کے مقابلہ میں اس حیاتِ جاودانی کی اہمیت' تہذیبِ اخلاق' توحیدِ خالص اور اخلاصِ کامل کی دعوت پر سارا زور صرف کر دیا۔" ۱۲

آپ کے مواعظ دلوں پر براہ راست اثر انداز ہوتے تھے اور یہ اثر آج بھی تصانیف کے مضامین اور مواعظ میں موجود ہے۔ فتوح الغیب اور الفتح الربانی میں آپ کے ارشادات مبارکہ اور آپ کے مواعظ حسنہ آج بھی عامۃ المسلمین کے قلوب واذہان کو منور کرتے ہیں۔ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تعلیمات میں دنیا سے قطعی طور پر منہ موڑنے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ دنیا کی غلامی اور اس سے قلبی تعلق جوڑنے سے روکا ہے۔ ان کے ارشادات درحقیقت اس حدیث مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں' بے شک دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی (تمہاری لونڈی ہے) اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے۔

حضرت شیخ دینی اور اخلاقی انحطاط کو (جس کا سب سے بڑا مرکز خود بغداد تھا) دیکھ دیکھ کر کڑھتے تھے' اور عالم اسلام میں جو ایک عام دینی زوال رونما تھا اس کے آثار دیکھ کر ان کے سینے میں حمیت اسلامی اور غیرت دینی کا جوش اٹھتا تھا۔ وہ اپنے اس قلبی احساس اور درد کو بعض اوقات چھپا نہیں سکتے اور بے درد ان کے خطبات اور مواعظ میں اُمنڈ آتا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ' ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں "دین اسلام کی دیواریں یکے بعد دیگرے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد کمزور ہوتی جارہی ہے اے اہل زمین آؤ تاکہ مل کر اس کی بنیادیں مضبوط کریں اور جو کچھ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اس کو مکمل کر دیں' یہ کام فرد واحد کے کرنے سے ممکن نہیں' سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے

ایک دوسرے موقع پر آپ ارشاد فرماتے ہیں

"اسلام رو رہا ہے' اور ان فاسقوں' اور ان بدعتیوں' گمراہوں' مکر کے کپڑے پہننے والوں اور بے اصلی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے (ظلم) سے جو ان میں موجود نہیں ہیں' اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے' اپنے متقدمین اور نظر کے سامنے والوں کی طرف غور کرو کہ امر و نہی بھی کرتے تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے (اور دفعتاً انتقال پا کر ایسے ہو گئے) گویا ہوئے ہی نہ تھے تیرا دل کس قدر سخت ہے؟ کتا بھی شکار کرنے اور کھیتی اور مویشی کی نگہبانی اور مالک کی حفاظت کرنے میں اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسے دیکھ کر (خوشی کے مارے) کلاریاں کرتا ہے' حالانکہ وہ اس کو شام کے وقت صرف ایک دو نوالے یا ذرا سی مقدار کھا دیا کرتا ہے اور تو ہر وقت اللہ کی قسم قسم کی نعمتیں شکم سیر ہو کر کھاتا رہتا ہے' مگر ان نعمتوں کے

دینے سے جو اس کو مقصود ہے نہ تو اس کو پورا کرتا ہے اور نہ اس کا حق ادا کرتا ہے (بلکہ اس کے برعکس) اس کا حکم رد کرتا ہے اور اس کی حدود شریعت کی حفاظت نہیں کرتا۔"[3]

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہر طرف سے اور ہر ملک و علاقے سے لوگ فیض حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ آپ نے ان کی تعلیم و تربیت کی اور صلحاء اور صوفیاء کی ایک عظیم جماعت تیار کی جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کہلاتی ہے۔ اس جماعت کے افراد فیضیاب ہونے کے بعد تمام علاقوں اور ملکوں میں پھیل گئے۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دیں اور مخلوقِ خدا کی کثیر تعداد نے ان سے علم و عرفان حاصل کیا۔ نیز آپ کی اولاد اور خلفاء نے اس سلسلے کو کافی وسعت دی اور دیکھتے ہی دیکھتے سلسلۂ قادریہ کا پیغام عراق کے علاوہ مراکش، مصر، عربستان، ترکستان، ایشیائے کوچک، قسطنطنیہ اور ہندوستان تک پھیل گیا یعنی تمام اسلامی ممالک میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت ہوئی۔

قادری سلسلہ کے صوفیاء کرام نے اشاعت اسلام کے ضمن میں کسی قسم کے جبر سے کام نہیں لیا بلکہ رواداری اور وسعت نظر سے کام لیتے رہے۔ ان صوفیاء نے اپنے اخلاقِ حسنہ خلوص اور محبت سے لوگوں کے دلوں پر اثر کیا اور انہیں اسلام کی طرف راغب کیا۔ اس طرح انہوں نے تبلیغ دین کا فریضہ حسن و خوبی اور بطریق احسن سر انجام دیا۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

احمد رضاؒ

حواشی

(۱) تفسیر ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ج ۵، ص ۳۷۲، حاشیہ نمبر ۹، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور
(۲) تاریخ دعوت و عزیمت، سید ابوالحسن علی ندوی، حصہ اول، ص ۱۹، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی
(۳) ایضاً، ص ۲۰
(۴) بہجۃ الاسرار، امام ابوالحسن الشطنوفی شافعی، اردو ترجمہ حافظ پروفیسر سید احمد علی چشتی بٹالوی، ص ۱۵۱، مطبوعہ پروگریسو

(۵) تاریخ دعوت و عزیمت' محولہ بالا' ص ۱۹۷-۱۹۸
(۶) فلائد الجواہر' محمد علی تادفی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ مولانا زبیر احمد عثمانی' ۱۳۹' مدینہ پبلشنگ کمپنی جناح روڈ کراچی
(۷) بہجۃ الاسرار' محولہ بالا' ۳۳۵
(۸) الطبقات الکبریٰ للشعرانی حوالہ تاریخ دعوت و عزیمت' محولہ بالا' ص ۲۰۳
(۹) تاریخ اسلام' صاحبزادہ عبدالرسول
(۱۰) فیوض یزدانی حوالہ تاریخ دعوت و عزیمت' محولہ بالا ص ۲۱۵
(۱۱) تاریخ دعوت و عزیمت' محولہ بالا ص ۲۰۷
(۱۲) ایضاً ص ۲۰۷-۲۰۸
(۱۳) فیوض یزدانی حوالہ تاریخ دعوت و عزیمت' محولہ بالا ص ۲۱۸

بقیہ: شذرہ

عنہ کے طریق حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہی راستہ دین حق کی عظمت و وقار' استحکام اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وفا کا راستہ ہے اور اسی سے ہماری تمام مشکلات اور مصائب کا ازالہ بھی ممکن ہے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ: ملفوظات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چلو، قدم بڑھاؤ، اپنے دلوں کو تقویٰ، توحید اور معرفت الٰہی سے آراستہ کرو، دنیا و آخرت اور جو کچھ اس میں اس میں ہے سب سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہو جاؤ کیونکہ اس قوم (صوفیاء) کا یہی شغل ہے کہ وہ مخلوق خدا کی اصلاح کرتے ہیں، ان کی ہمتیں بلند ہیں جو فرش سے فلک بلکہ عرش تک کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں۔

فضائل غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید حکیم شاہ بخاری

جب ہر طرف کفر اور تاریکی چھائی ہوئی تھی' جہالت کا دور دورا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں قتل و غارت سے گذر کر سالہا سال کی خونریز جنگوں پر محیط ہو جاتی تھیں لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا جاتا تھا' زندگی گزارنے کا کوئی باقاعدہ ضابطہ موجود نہیں تھا۔ یکایک غیرت الٰہی کو جوش آیا اور عالم انسانیت پر اپنا فضلِ عظیم کرتے ہوئے باعث تخلیقِ کائنات ہادیٔ برحق رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، دانائے سبل' ختم الرسل احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہبرِ انسانیت اور ماہِ مہرِ محبت بنا کر مبعوث فرمایا جن کی آمد کے بعد دُنیا کا نقشہ ہی بدل گیا' ہر طرف توحید کے نعرے بلند ہونے لگے' عرب کے بدوؤں کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیا۔ ماں بیٹی' بیوی بہن کی عظمت کی تعلیم دے کر عورت کو عظیم مقام دیا۔ بلکہ آپ کا وجود مبارک سب کے لئے رحمت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور دیگر بزرگوں نے نظام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام کرنے کے لئے اپنی اپنی کوشش کی۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگ دینی تعلیمات سے رُوگردانی کرتے رہے اور انسانیت ایک مرتبہ پھر بہت ہی نازک موڑ پر پہنچ گئی۔ رحمتِ الٰہی کو یکایک حرکت ہوئی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ظاہری وباطنی کو عام کرنے کے لئے اور جہالت کی رسومات کو ختم کرنے کے لئے جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مسلمانوں کی ہدایت کے منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا۔

ولادتِ باسعادت

حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو گیلان کے مقام پر ہوئی۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر اور کنیت ابو محمد ہے۔ جبکہ آپ کے القابات غوثِ اعظم' قطبُ الاقطاب' غوث الثقلین' پیران پیر' سلطان

ملفوظاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

سیّد نور الحسنین قادری گیلانی

عزیزِ من! تقدیر پر راضی برضا رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جا اور صبر سے کام لیتے ہوئے کُشادگی کا انتظار کر جب تم ایسا کرو گے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کے لُطف و کرم کی اس قدر بارش ہو گی جو تمہاری طلب و تمنا سے بے انتہا بڑھ کر ہو گی۔ اے قادری نسبت کے راز دارو! تقدیر کی موافقت کرو اس کی مُخالفت سے باز رہو اور عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی بات مان لو کیونکہ وہ بھی تقدیر کی موافقت کرنے کے لئے پُوری پُوری کوشش کرتا ہے اور راضی بہ رضا رہنے کی بدولت میں نے قادرِ مُطلق تک رسائی حاصل کی۔

اے قوم! آؤ ہم سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے جُھک جائیں، تقدیر کے مُتعلق عاجزی کا اظہار کریں اور ظاہر و باطنی دونوں طرح سے اپنے پروردگار کے سامنے سرنگوں ہو جائیں اور اس کی رکاب (اطاعت) میں زندگی گزاریں کیونکہ یہ (تقدیر) مالک الملک کی طرف سے ارسال کردہ ہے۔ اسی مالکِ حقیقی کی وجہ سے اس کی عزت کریں، جب ہم اس کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے تو وہ ہمیں اپنے ساتھ دربارِ الٰہی میں لے جائے گی جہاں اسی قادرِ مطلق کی حکومت ہو گی۔ پس اس کے بحرِ علم سے نوش کرنا، اس کے فضل و کرم کے دستر خوان سے تناول کرنا، اس کی محبت سے اُنس ہونا، اور اسی کے سایۂ رحمت میں پناہ حاصل کرنا تمہیں مُبارک ہو، یہی ہزاروں میں ایک بات ہے (جو نہایت قیمتی اور نایاب ہے) اور تمام قبائل و خاندانوں میں کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔

اے عزیزِ من! تمہیں چاہیئے کہ مُتقی بنو، شریعت محمُدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدود کا پورا پورا خیال کرو۔ شیطان، اپنی خواہشات نفسانی اور بُرے ساتھیوں کی مُخالفت اختیار کرو، مؤمن بندہ ان سے ہر وقت جہاد کرتا رہتا ہے، ان سے برسرِ پیکار رہتے ہوئے اپنے سر سے خود (آہنی ٹوپی) نہیں اتارتا۔ اپنی تلوار ہر وقت برہنہ رکھتا ہے، گھوڑے کو ہر وقت تیار رکھتا ہے بلکہ ہر وقت سوار رہتا ہے، ان کی نیند بیداری، خوراک، فاقہ کشی، گفتگو بقدرِ ضرورت اور خاموشی ان کا شعار ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ حکم الٰہی سے کلام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے تو وہ بولتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دُنیا میں اس طرح اُن کے لبوں کو گویا فرماتا ہے جس طرح قیامت میں اعضاء کو گویائی عطا ہو گی، جس طرح کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر بولنے والے کو بولنے کی طاقت عنایت فرماتا ہے۔ وہی ان کو بھی

گویائی کی قوت سے نوازتا ہے اور اس طرح گویائی عطا فرماتا ہے جیسے جمادات بولنے لگتے ہیں جب اس کی مرضی ہوتی ہے اسباب فراہم کر دیے جاتے ہیں اور وہ بولنے لگتے ہیں جب ان سے کام لینا چاہتا ہے تو اس کے لئے ان کو تیار کر دیتا ہے جب اس وحدہ لاشریک نے بندوں کو ترغیب و ترھیب (بشارت و تھدید) سنانے کا ارادہ فرمایا تاکہ ان پر حجت قائم کی جا سکے تو اس نے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے جن کو فصاحت سے نوازا اور ان کے وصال کے بعد ایسے علمائے حق کو ان کا قائم مقام بنایا جو صاحبان عمل تھے، ان کو نیابت کے مقام پر فائز فرما کر گویائی کی قوت عطا فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں"۔

اے میری قوم کے لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو اور ان نعمتوں کو عطیہ خداوندی سمجھو کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ جو کچھ نعمت بھی تمہارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ دن رات اس کی نعمتوں سے مستفید ہونے والو! تم اللہ تعالیٰ کا شکریہ کیوں ادا نہیں کرتے، اس کی عطا کردہ نعمتوں کو دوسروں کی بخشش سمجھنے والو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ کبھی تو تم اس کی دی ہوئی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھتے ہو اور کبھی ان کو کم جان کر مزید نعمتوں کے منتظر رہتے ہو اور کبھی تم ان نعمتوں سے گناہوں میں بھی مدد لیتے ہو۔

اے عزیز من! تمہیں گوشہ تنہائی میں ایسا تقویٰ درکار ہے جو تمہیں معصیت و نافرمانی کے چنگل سے نجات دلائے اور ایسے مراقبے کی ضرورت ہے جو تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگاہ التفات کی یاد دلائے، خلوت میں تمہیں ایسی ہی کیفیت کی ضرورت ہے اور یہ بھی تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس، خواہشات اور شیطان کے ساتھ ہر وقت مقابلہ کرتے رہو کیونکہ عام لوگ اپنی لغزشوں کے باعث جبکہ زاہد خواہشات نفس سے، ابدال خلوت میں وسوسوں کی بدولت اور صدیقین ماسواء اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا کام اپنے قلب کی حفاظت کرنا ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ حقیقی کے دروازوں پر پڑے ہوتے ہیں۔ وہ مقام دعوت پر کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کو اللہ جل جلالہ کی معرفت کی طرف بلاتے ہیں، وہ ہمیشہ دلوں کو مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے دل، اے روح، اے جن و انس، اے بادشاہ حقیقی سے ملنے کی تمنا رکھنے والو! چلو بادشاہ حقیقی کے دروازے کی طرف

باقی صفحہ ۵۹ پر

فضائل غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید حکیم شاہ بخاری

جب ہر طرف کفر اور تاریکی چھائی ہوئی تھی، جہالت کا دور دورا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں قتل و غارت سے گذر کر سالہا سال کی خونریز جنگوں پر محیط ہو جاتی تھیں لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا جاتا تھا زندگی گزارنے کا کوئی باقاعدہ ضابطہ موجود نہیں تھا۔ یکایک غیرت الٰہی کو جوش آیا اور عالم انسانیت پر اپنا فضل عظیم کرتے ہوئے باعث تخلیق کائنات ہادی برحق رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، دانائے سُبل، ختم الرسل احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہبر انسانیت اور ماہِ مہر محبت بنا کر مبعوث فرمایا جن کی آمد کے بعد دُنیا کا نقشہ ہی بدل گیا، ہر طرف توحید کے نعرے بلند ہونے لگے، عرب کے بدوؤں کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیا۔ ماں بیٹی، بیوی بہن کی عظمت کی تعلیم دے کر عورت کو عظیم مقام دیا۔ بلکہ آپ کا وجود مبارک سب کے لئے رحمت ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور دیگر بزرگوں نے نظام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام کرنے کے لئے اپنی اپنی کوشش کی۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگ دینی تعلیمات سے رُوگردانی کرتے رہے اور انسانیت ایک مرتبہ پھر بہت ہی نازک موڑ پر پہنچ گئی۔ رحمتِ الٰہی کو یکایک حرکت ہوئی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ظاہری وباطنی کو عام کرنے کے لئے اور جہالت کی رسومات کو ختم کرنے کے لئے جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔

ولادتِ باسعادت

حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو گیلان کے مقام پر ہوئی۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر اور کنیت ابو محمد ہے۔ جبکہ آپ کے القابات غوثِ اعظم، قطبُ الاقطاب، غوث الثقلین، پیران پیر، سلطان

الاولیاء اور محی الدین ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد محترم کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حُسینی ہیں۔ آپ کے والدین کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

شجرہ نسب پدری

حضرت سیدّ عبدالقادر جیلانی بن حضرت سیدّ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن حضرت سیدّ عبداللہ جیلی بن حضرت سیدّ یحیٰی زاہد بن حضرت سیدّ شمس الدین محمدؐ زکریا بن حضرت سیدّ ابوبکر داؤد بن حضرت سیدّ موسیٰ بن حضرت سیدّ عبداللہ صالح بن حضرت سیدّ موسیٰ الجون بن حضرت سیدّ عبداللہ المحض بن حضرت سیدّ حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن مجتبےٰ بن حضرت امام الاولیاء علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

شجرہ نسب مادری

• والدہ محترمہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سیدّ عبداللہ الصومعی الزاہد بن الامام ابی جمال الدین السیدّ محمد بن الامام السیدّ محمود بن الامام ابی العطاء عبداللہ بن امام کمال الدین عیسیٰ بن الامام السیدّ ابی علاء الدین محمد الجواد بن الامام علی رضا بن الامام موسیٰ الکاظم بن الامام جعفر الصادق بن امام محمد الباقر بن الامام علی زین العابدین بن الامام الحسین بن الامام علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے والد گرامی انتہائی متقی' زاہد و عابد اور ذکر الٰہی میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے مصروف عمل رہتے تھے۔ روایت ہے کہ سیدّ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے عبادت میں مشغول تھے' تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ ناگہانی ایک سیب دریا میں بہتا نظر آیا' بسم اللہ کہہ کر اٹھالیا اور کھالیا۔ آپ کے ضمیر نے اس عمل کو خیانت پر مبنی سمجھا۔ چنانچہ سیب کے مالک کی تلاش اور حصول اجازت کی خاطر دریا کے کنارے کنارے سفر کرتے ایک وسیع باغ کا پتہ چلایا جہاں ایک تناور درخت تھا۔ اس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب لگے تھے۔ باغ کے مالک حضرت سیدّ عبداللہ صومعی رئیس جیلان کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا اور معافی کے طلب گار ہوئے۔ چونکہ حضرت شیخ عبداللہ صومعی ان کی سعادت اور منزلت سے مُطلع ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کے جی میں آیا کہ انہیں

اپنے پاس رکھ کر قربِ الٰہی کے اعلیٰ منازل طے کروائیں۔ چنانچہ فرمایا کہ دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو تب بلا اجازت سیب کھانے پر معافی کے بارے میں سوچوں گا۔ حضرت ابُو صالحؒ نے رضاِ الٰہی کی خاطر یہ شرط فوراً منظور کر لی اور دس سال تک حضرت صومعی کی خدمت میں رہ کر اعلیٰ مدارج سلوک طے کرتے رہے۔ پھر معافی چاہی تو دو سال کا اضافہ فرما دیا گیا۔ آپ نے یہ بارہ سال بڑی خوشی کے ساتھ گزار دیے کہ آپ خود ایک مردِ کامل اور رہبر صحیح کے متلاشی تھے جو حضرت عبداللہ صومعی کی صورت میں مل گئے۔ بارہ سال گذارنے پر جناب عبداللہ صومعی نے خود طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ ماشاء اللہ تم آزمائش کی کسوٹی پر پورے اترے اب ایک خدمت اور باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک بیٹی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لُنجی، کانوں سے بہری، آنکھوں سے اندھی ہے اس بیچاری کو تم اپنے نکاح میں قبول کر لو۔ چنانچہ حضرت ابُو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے بلا اجازت سیب کھا لینے کی معافی کی خاطر یہ بات بھی خوشی منظور کر لی اور اس طرح سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ صومعی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ شادی کے بعد بیوی کو دیکھا کہ چندے آفتاب چندے ماہتاب ہیں۔ اعضاء صحیح اور درست ہیں۔ دل میں وسوسہ آیا کہ مبادا یہ کوئی اور لڑکی ہوں۔ فوراً پریشانی کی حالت میں باہر نکلے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اپنی فراستِ باطنی سے سب کچھ جان گئے۔ فرمایا اے بیٹے میں نے جو صفات اپنی لڑکی کی تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح ہیں۔ آج تک اس نے نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اس لئے اندھی ہے نہ خلافِ حق کو بات سنی ہے اس لئے بہری ہے۔ نہ خلاف شریعت کو کام کیا ہے اس لئے لنگڑی و لُنجی ہے۔ حضرت شیخ ابُو صالح سب کچھ سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی بیوی کے لئے کمال درجہ محبت اور عزت پیدا ہو گئی۔ اس طرح دونوں پاکباز ہستیوں کی رفاقت کا آغاز ہوا۔ پھر اللہ نے ان دو عظیم المرتبت اور پاک ترین ہستیوں سے سیدنا غوث الاعظم ابُو محمد محیُ الدین سیدّ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدا فرمایا۔ آپ چونکہ یکم رمضان المبارک کو پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے نوش نہ فرمایا لیکن جیسے ہی نماز مغرب کی آذان ہوئی اور آپ کی والدہ نے افطاری کے وقت دودھ پلانا چاہا تو آپ نے نوش فرما لیا۔ اسی طرح پورا رمضان کا مہینہ آپ شام تک دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ اور شام کو نوش فرما لیتے تھے۔ گویا آپ پہلے دن ہی سے روزہ دار تھے۔ سیدّنا غوث الاعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد بزرگوار دار الفناء سے دار البقاء کی طرف انتقال فرما گئے۔ اللہ نے جس طرح اپنے پیارے حبیب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دُرِ یتیمی کا عظیم تاج پہنایا تھا اسی طرح جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بھی اس شرف سے مشرف فرمایا۔

آپ کی ولادت کے متعلق اولیاء کرام کی بشارتیں

جس طرح امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے پہلے سابقہ انبیاء علیہم السلام نے آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری سنائی تھی اسی طرح خود امام الانبیاء اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پہلے اولیائے کبار نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ظہور کے متعلق خوشخبریاں سنائی تھیں جن میں سے چند ایک تبرک کے طور پر یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پیدائش کی رات، پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ اور اولیائے عظام کے ساتھ آپ کے والدِ محترم کے حُجرۂ مقدسہ میں رونق افروز ہوئے جن کی آمد کی وجہ سے سارا مکان نور سے منور ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابُو صالح تجھے مُبارک ہو کہ اللہ نے تجھے وہ عظیم المرتبت بیٹا عطا فرمایا جو غوثِ اعظم اور قطبِ زماں ہو گا اور جو اللہ کا محبوب نظر اور میر الختِ جگر ہے۔

(۲) اذکار الاسرار میں ہے کہ شیخ ابو محمد بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وعظ کرتے کرتے اچانک ارشاد فرمایا۔ عنقریب اللہ عراق میں ایک غوثِ اعظم پیدا فرمائے گا۔ جس کا اسمِ گرامی عبدُ القادر اور لقب محی الدین ہو گا اور وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے ایک انقلاب عظیم پیدا کرے گا۔

(۳) حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا پانچویں صدی میں اللہ گیلان میں ایک غوثِ اعظم پیدا فرمائے گا جس کا اسمِ شریف عبدُ القادر اور لقب محی الدین ہو گا اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار سے ہو گا۔ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اولادِ اطہار میں ائمہ کرام اور صحابۂ کرام کے علاوہ اولین و آخرین ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر ان کا قدم ہو گا۔ (تفریح الخاطر حوالہ غوثِ کائنات از میاں ظاہر شاہ ۴۹)

(۴) علامہ ابُو الحسن نور الدین علی نے اپنی کتاب "بہجۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد عبد اللہ

الجونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کی کرامات و خوارق کی وجہ سے اللہ اس کو بہت شہرت دے گا اور اولین و آخرین اولیاء پر اس کی فضیلت ہو گی اور تمام اہلِ زمانہ اس سے شرف حاصل کریں گے اور تمام اولیاء کرام کی گردن پر اس کا قدم ہو گا۔

(۴) حضرت سیدنا امام حسن عسکری نے اپنا مُصلا اپنے ایک مُرید کو دے کر وصیت فرمائی کہ اس کو حفاظت سے رکھنا اور اپنے وصال کے وقت کسی مُعتبر شخص کو دینا اور وصیت کرنا کہ وہ اپنے وصال کے وقت کسی اور مُعتبر شخصیت کو دے دے تا آنکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام مبارک شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کا ظہور ہو جائے تو ان کو میر اسلام اور مُصلا دے دینا۔

(۵) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علمِ باطن کے ذریعہ ایک مرتبہ اپنے دور سے لے کر جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وقت مُبارک تک سب اولیاء کرام کے مُتعلق بالوضاحت لوگوں کو آگاہ فرمایا (تفریح الخاطر صفحہ ۱۳ بحوالہ غوث کائنات از میاں طاہر شاہ ص ۵۱)

الغرض سابقہ اولیائے کرام نے جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُتعلق خوشخبریاں سنائی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔

بچپن

آپ کی ولادت باسعادت کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والدِ محترم کا انتقال ہو گیا۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ نے کی جو کہ اپنے زمانے کی بہت بڑی ولیہ تھیں انہوں نے آپ کی پرورش اتنے اچھے انداز سے کی جس کی مثال ملنا ناممکن ہے اور ساتھ ساتھ آپ کے نانا محترم سیدنا عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ جب آپ کی عمر مُبارک پانچ سال ہوئی تو آپ کو گیلان کے دینی مدرسے میں داخل کر دیا گیا جہاں پر اٹھارہ سال کی عمر تک حفظ قرآن، عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی، دورانِ تعلیم کبھی کبھی جب آپ کا جی چاہتا کہ میں بھی اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ کھیلوں تو غیب سے آواز آتی کہ اے برکتوں اور اخلاقِ حسنہ والے میری طرف آ تو کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ تو آپ فوراً دوڑ کر اپنی والدہ محترمہ کی آغوشِ رحمت میں تشریف لے جاتے۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد ایک دن حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی گائے کو

الجونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات و خوارق کی وجہ سے اللہ اس کو بہت شہرت دے گا اور اولین و آخرین اولیاء پر اس کی فضیلت ہو گی اور تمام اہلِ زمانہ اس سے شرف حاصل کریں گے اور تمام اولیاء کرام کی گردن پر اس کا قدم ہوگا۔

(۴) حضرت سیدنا امام حسن عسکری نے اپنا مُصلا اپنے ایک مُرید کو دے کر وصیت فرمائی کہ اس کو حفاظت سے رکھنا اور اپنے وصال کے وقت کسی مُعتبر شخص کو دینا اور وصیت کرنا کہ وہ اپنے وصال کے وقت کسی اور مُعتبر شخصیت کو دے دے تاآنکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام مبارک شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کا ظہور ہو جائے تو ان کو میر اسلام اور مُصلا دے دینا۔

(۵) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم باطن کے ذریعہ ایک مرتبہ اپنے دور سے لے کر جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وقت مُبارک تک سب اولیاء کرام کے مُتعلق بالوضاحت لوگوں کو آگاہ فرمایا (تفریح الخاطر صفحہ ۱۳ حوالہ غوث کائنات از میاں طاہر شاہ ص ۵۱)

الغرض سابقہ اولیائے کرام نے جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُتعلق خوشخبریاں سنائی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔

بچپن

آپ کی ولادت باسعادت کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والدِ محترم کا انتقال ہو گیا۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ نے کی جو کہ اپنے زمانے کی بہت بڑی ولیہ تھیں انہوں نے آپ کی پرورش اتنے اچھے انداز سے کی جس کی مثال ملنا ناممکن ہے اور ساتھ ساتھ آپ کے نانا محترم سیدنا عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ جب آپ کی عمر مُبارک پانچ سال ہوئی تو آپ کو گیلان کے دینی مدرسے میں داخل کر دیا گیا جہاں پر اٹھارہ سال کی عمر تک حفظ قرآن' عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی' دورانِ تعلیم کبھی کبھی جب آپ کا جی چاہتا کہ میں بھی اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ کھیلوں تو غیب سے آواز آتی کہ اے برکتوں اور اخلاقِ حسنہ والے میری طرف آ' تو کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ تو آپ فوراً دوڑ کر اپنی والدہ محترمہ کی آغوشِ رحمت میں تشریف لے جاتے۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد ایک دن حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی گائے کو

(۴) **مُشتری** (JUPITER) جسامت میں سُورج کے بعد سب سے بڑا سیارہ ہے جو سورج سے تقریباً ۴۸ کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۴) **زحل** (SATURN) یہ سیارہ سورج سے اٹھاسی کروڑ اسی لاکھ میل کے فاصلے پر محوِ گردش ہے۔

(۵) **یوری نس** (URANUS) یہ ایک نو دریافت شدہ سیارہ ہے جسے مشہور ماہر فلکیات ولیم ہر شیل نے ۱۷۸۱ء میں دریافت کیا۔ سورج سے تقریباً ۱۸ کروڑ میل کے فاصلے پر گردش کر رہا ہے۔

(۷) **نیپ چون** (NAPTUNE) کو ۱۸۴۶ء مشہور سائنسدان لیویرے نے دریافت کیا۔ سورج سے تقریباً دو ارب اسی کروڑ میل کے فاصلے پر گردش کناں ہے۔

(۸) **پلوٹو** (PLUTO) کو ۱۹۳۰ء میں مسٹر کلالبو نے اس سیارے دریافت کیا۔ سُورج سے تین ارب ساٹھ کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۳) **عطارد** (MURCURY) یہ سورج کے قریب ترین سیاروں میں سے ایک ہے یونان میں اسے مرکری کے نام سے پکارتے ہیں۔ صبح کے وقت اسے اپالو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دُمدار سیارے (COMETSY) یہ خلا میں موجود ان گنت بلا رابطہ ذرات کے مجموعوں کا نام جو ایک ٹھوس شکل میں سُورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

زہرہ (VENUS) چاند کے بعد زمین سے نزدیک ترین سیارہ ہے یہ سُورج سے تقریباً سات کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

شہابِ ثاقب (METEORS) رات کے وقت ٹوٹ کر گرنے والے سیاروں کو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ ستاروں اور سیاروں کی اجمالی توضیح اور تشریح کے بعد علامہ کے اس شعر پر دوبارہ نظر دوڑایئے

ثابت و سیارہ گردوں وطن — آں خداوندانِ اقوامِ کہن

تو ستاروں اور سیاروں کی تخلیق و تنظیم ، ان کی منازل ، مدار و گردش کے تناظر میں اگر علامہ کے شعر کا جائزہ لیا جائے تو بے ساختہ ان کی بالغ نظری اور عظمت فکر و فہم کی داد دینی پڑتی ہے۔ (جاری ہے)

فصاحت وبلاغت اور اسرار ورموز کے وہ موتی نظر آتے جو کسی کے بھی خطاب میں ملنا ناممکن ہے۔

کرامات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جتنی کرامات کا ظہور ہوا ہے ان کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ آپ کی کرامات کے متعلق سب اولیاء کرام متفق ہیں کہ کسی بھی دوسرے ولی سے اتنی کرامات ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ آپ کی کرامات سب کی سب حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک دفعہ میں جمعہ کے دن سیدنا شیخ عبدالقادر کے ساتھ جامع مسجد کی طرف آیا میں نے دیکھا کوئی بھی آپ کو سلام نہیں کر رہا میرے دل میں خیال آیا حیرت ہے ہر جمعہ ہم مسجد کو آتے ہیں تو سلام کہنے والوں کے انبوہ سے گزرنا محال ہوتا ہے مگر آج کوئی شخص نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ابھی یہ بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میرے اور شیخ کے درمیان ایک مخلوق حائل ہو گئی۔ میں نے سوچا اس حالت سے وہ حالت بہتر تھی آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور کہا عمر تم ہی تو ان لوگوں کو چاہتے تھے تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مٹھی میں ہیں اگر چاہوں تو اپنی طرف ملتفت کر دیتا ہوں اور اگر چاہوں تو انہیں دور کر دیتا ہوں۔

(۲) ایک دفعہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضور یہ لڑکا آپ کا بے حد عقیدتمند ہے میں اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے لئے اپنے حقوق کو معاف کرتی ہوں۔ آپ اسے قبول فرما کر راہ حق کی تعلیم دیں۔ آپ نے قبول فرمایا اور اس کو مجاہدہ اور ریاضت پر لگا دیا تاکہ طریق سلوک طے کر کے کمال کو پہنچے کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بھوک اور شب بیداری کے سبب لڑکے کا رنگ زرد ہو رہا ہے اور سوکھی روٹی کھا رہا ہے پھر وہ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں پڑی تھیں جو آپ نے اسی وقت تناول فرمائی تھی اس عورت نے کہا اے میرے سردار آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بیٹے کو سوکھی روٹی کھلا رہے ہیں۔ پس آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا تو وہ مرغی زندہ

اور صحیح سالم اُٹھ کھڑی ہو ۔تب حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرا بیٹا مُجاہدہ اور ریاضت کے اس درجہ تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے پھر اس سے کو —— روحانی ترقی میں رکاوٹ نہ ہوگی ۔

(۴) ایک شخص حضرت شیخ سیدّ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں آیا اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے اور خراب حالت میں ہیں۔ آنے والے شخص حضرت شیخ سیدّ عبدالقادر گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دروازے پر پڑے ہوئے اس آدمی کا ذکر کیا اور حضرت شیخ سے دُعا کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا خاموش رہو اس نے بے ادبی کی ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہے کل یہ اپنے دو ساتھیوں کی معیت میں ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب تینوں اس خانقاہ کے قریب پہنچے تو اس کا ایک ساتھی اڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا اس کا دوسرا ساتھی بھی اڑتا ہوا خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے گزرنا چاہا لیکن نیچے گر گیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی ۔

(۴) حضرت سیدّنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی آواز دور اور نزدیک سب کو یکساں پہنچا کرتی تھی۔ نیز خطبہ کے دوران اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز معلوم ہوا کرتی تھی۔ یہ لوگ رجال الغیب ہوتے تھے۔ جو آپ کا خطاب سننے کے لئے تشریف لاتے تھے ۔

(۶) ایک مرتبہ سیدّنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مقام سے گزرے جہاں پر مُسلمان عالم اور عیسائی پادری اپنے اپنے نبی کی فضیلت پر بحث کر رہے تھے۔ عیسا پادری نے دلیل دی کہ ہمارے پیغمبر اس لئے افضل ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ جب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سُنی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پُرانی قبر دکھاؤ تاکہ اس کا مُردہ زندہ کیا جائے اس عیسائی پادری نے آپ کو بہت پرانی قبر دکھائی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے نبی عیسیٰ مُردے کو زندہ کرتے وقت کیا فرماتے تھے اس نے جواب دیا قم باذن اللہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلال میں آکر صاحب قبر سے ارشاد فرمایا قم باذنی پس قبر پھٹ گئی مُردہ گاتا ہوا قبر سے نکلا عیسائی آپ کی یہ کرامت دیکھ کر فوراً مُسلمان

ہو گیا (اسرار الطالبین حوالہ غوث کائنات از میاں ظاہر شاہ)
(۷) ایک دفعہ رمضان شریف میں آپ کو ۷۰ مُریدوں نے فرداً فرداً روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے سب کی دعوت کو قبول فرما کر ایک ہی وقت میں ان ۷۰ عقید تمندوں اور خود اپنے گھر میں بھی روزہ افطار کیا۔ دوسرے روز ہر عقید تمند حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اپنے گھر تشریف آوری اور افطاری کی سعادت کا تذکرہ ایک دوسرے سے کرنے لگے ایک نے کہا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میرے گھر میں تھے دوسرے نے کہا میرے گھر میں تھے تیسرے نے کہا میرے گھر میں تھے الغرض ۷۰ کے ۷۰ نے دعویٰ کیا تو ان کے دعوے کے جواب میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے خادم نے کہا نہیں بلکہ آپ نے تو افطاری اپنے گھر میں کی تھی۔ جب یہ معاملہ آپ کی بارگاہ عالیہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا میں نے ایک ہی وقت سب کے گھر افطاری کی (تفریح الخاطر حوالہ غوث کائنات از میاں ظاہر شاہ ص ۲۷۴)
(۸) ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خطاب فرما رہے تھے دوران خطاب بارش شروع ہو گئی۔ لوگ بارش سے بچنے کے لئے ادھر اُدھر ہونے لگے آپ نے اپنا سر مُبارک آسمان کی طرف اٹھا کر ارشاد فرمایا میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اے بادل تو لوگوں کو بھگا رہا ہے تو فوراً مسجد پر بارش بند ہو گئی اور مجلس گاہ کے باہر بارش ہوتی رہی۔
(۹) ایک سال دریائے دجلہ میں طغیانی آئی اور قریب تھا کہ پانی کی وجہ سے بغداد غرق ہو جاتا لوگ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بارگاہ عالیہ میں فریادی بن کر حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا عصا مُبارک لیا اور دریا کے کنارے تشریف لائے اور پانی کی حد کے پاس عصا گاڑ کر فرمایا۔ یہاں تک رہ تو پانی اسی وقت اتر گیا۔
(۱۰) جب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خطاب اور ارشادات کی شُہرت ہر طرف عام ہوئی تو ہر طرف سے لوگ آپ کی مجلسِ پاک میں حاضر ہونے لگے اور دیگر واعظین کے وعظ کی جانب سے لوگ کنارا کشی کرنے لگے جس سے اکثر عُلماء کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔ چُنانچہ اس وقت کے ۱۰۰ کے قریب بڑے بڑے علماء اور فقہاء اس بات پر مُتفق ہوئے کہ مختلف علوم و فنون کے ۱۰۰ سوال

سوال ایک ہی مجلس میں ہر شخص

آپ سے پُوچھے تاکہ جب آپ جواب دینے سے قاصر ہوں گے تو لوگ آپ سے بے اعتنائی برتنے لگیں گے اور ہماری طرف آجائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک محفل میں آپ کے خُطبے کے دوران ایسا کرنا چاہا لیکن آپؒ نے ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی ہر ایک کا سوال بھی بتادیا اور ہر سوال کے کئی کئی جوابات بھی ارشاد فرمادیے۔ تمام عُلماء نے آپ سے معافی مانگ لی۔

(۱۱) آپ کے خادم کا بیان ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہُ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ دوران وعظ آپ چند قدم چلے اور آپ نے فرمایا آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمّدی ہوں۔ ٹھہر کر محمّدی کا وعظ سن۔ خُطبہ کے بعد جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ دورانِ وعظ کس سے باتیں کر رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خضر علیہ السلام کو اپنا خُطبہ سنانے کے لئے روکا وہ میرا تمام خطاب سن کر چلے گئے۔

فضیلتِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہُ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے اور تمام انبیاء کا پیشوا اور امام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا ہے اسی طرح اللہ نے حضور سیدنا پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو تمام اولیائے اولین و معاصرین اور آخرین پر فضیلت دی ہے۔

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے، یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

آپ کی فضیلت اور عظمت کو سب اولیائے کرام نے خود تسلیم کیا ہے اور اپنے عقیدتمندوں کو آپ کی عظمت اور رفعت کی تعلیم دی ہے۔ اس سلسلے میں چند بزرگوں کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) قصیدہ غوثیہ کی اردو شرح جو کہ علامہ ابُو البرکات عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اس کے مُقدمہ جو کہ حکیم مُحمّد موسیٰ امرتسری نے لکھا ہے کہ صفحہ ۱۴۱ پر مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مُجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تمام واصلین کے پیشوا اور مرکز و منبع ہیں اور یہ اس لئے کہ حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سرِ اقدس پر پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں قدم مُبارک ہیں اور حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر (علیہ السلام) اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے۔ جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی انکے ذریعے سے پہنچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر (علیہ السلام) کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کو ترتیب وار عطا ہوا اور ان بزرگوں کے زمانے میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض و ہدایت ملی انہی بزرگوں کی وجہ سے ملی اگرچہ اقطاب و نجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجاء و ماویٰ یہی بزرگ ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکرین اور حضرت شیخ کے درمیان کو بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا اور اس راہ میں فیض و برکات کا وصول جس کو بھی ہوا خواہ وہ اقطاب ہی کیوں نہ ہو آپ کے واسطے سے ہی ملا کیونکہ یہ مرکز اور منصب ان کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوا۔ جیسا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ پہلے لوگوں کے سُورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہو گا۔

(۲) سرخیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں مُتعدد بُزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک بُزرگ کی کشفی شہادت کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ جس وقت حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہ ارشاد فرمایا کہ (میرا قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے) اس وقت اللہ کی جانب سے ایک نُورانی تجلّی ہوئی اور پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھ ان کے پاس ایک خلعت آئی جو اولیاء متقدمین اور متاخرین کی موجودگی میں انھیں پہنچائی گئی۔ زندہ اولیاء تو اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال پا چکے تھے ان کی ارواح موجود تھیں اور اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ

جھکا دیا ہو۔ سوائے ایک عجمی کے جس کی ولایت سلب ہو گئی۔

(۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ

اولیائے اُمّت اور ارباب سلاسل میں سے رائے جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اونچے مقام پر فائز ہوئے ہیں وہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ اس لئے مشائخ نے کہا ہے

وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ و عالم اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لئے انہیں وصال کے بعد ملأ اعلیٰ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ لہٰذا ان کے طریقے سلسلہ قادریہ میں بھی ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہو گئی ہے۔

(۴) ولی کامل شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ قادریہ کے بارہویں باب میں آپ کے قول قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کیوں فرمایا ہے؟ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیوں نہ کہیں کہ وہ قطب زمان ہے اور میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔

(۵) مشہور نقشبندی بزرگ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سلسلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سلسلہ قادریہ کو تمام سلاسل طریقت پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلے کے مُریدین دیگر سلاسل کے مُریدین پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے۔ سلسلہ قادریہ کے مُرید کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے شیخ سے رُوحانی استفادہ کرے اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ غوثِ اعظم کے وسیلہ سے فیض یاب ہوتے ہیں ہاں دوسرے سلاسل کے لوگ سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (احوال و آثار شیخ عبدالقادر جیلانی ص ۱۰۲)

(۶) سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ سیدّ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ زیر بحث آیا ایک صاحب نے کہا کہ ہم اپنے پیرانِ عظام پر کسی کو فوقیت نہیں دیتے۔ حضرت پیرانِ پیر کا یہ فرمان کچھ اس قسم کا محسوس ہوتا ہے جیسا کہ لاڈلا چہ بزرگوں کی مسند پر بیٹھنے کے لئے ضد کرے اور وہ پیار کی وجہ سے اس کے لئے اپنی کُرسی خالی کر دے جب قبلہ پیر صاحب نے یہ جُملہ سنا تو آپ کو جلال آگیا۔ آپ نے فرمایا دیکھنا یہ ہے آیا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے عالم سُکر میں فرمایا ہے یابقائی ہوش و حواس ارشاد فرمایا ہے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے یہ جُملہ عالم سُکر میں نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ اس پر قائم رہے پھر آپ نے فُتوحاتِ مکیہ نفحات الانس اور عربی فارسی کی کُتب کے کئی حوالہ جات سے اور حضرت شیخ اکبر محیُ الدین ابن عربی، شیخ الشیوخ شہاب الدین سُہروردی، شیخ بہاء الدین ذکریا مُلتانی، شیخ محدّث دہلوی اور مولانا عبدالرحمان جامی رحمہم اللہ کے کلمات نظم و نثر سے ثابت فرمایا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اس فرمان کے لئے منجانب اللہ مامُور تھے۔

(۶) مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک دفعہ مولانا حسن مُراد آبادی نے دریافت کیا کہ کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا قول قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ درست ہے اور اس سے مُراد آپ کے زمانہ کے اولیاء ہیں اور اگر بعد کے اولیاء بھی مُراد ہوں تو کیا عجب ہے آخر وہ سیدّ الاولیاء تھے (تذکرہ رشیدیہ حوالہ تذکرہ شہزادگان غوثُ الثقلین از محمد اطہر القادری ص ۸۶)

(۷) سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ —— سیدّ محمد یوسف الحُسینی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ کہا کہ حضرت شیخ محیُ الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی فضیلت صرف آپ کے زمانے کے اولیاء کرام پر ہے۔ مُتقدمین اور مُتاخرین اس سے خارج ہیں پس جیسے ہی آپ کے زبان سے یہ الفاظ نکلے ولایت کو آپ سے سلب کر لیا گیا اور آپ کا وجُود شل ہو گیا۔ بہت علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر غیبی آواز آئی یعنی الہام ہوا کہ سب مُصیبت حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی فضیلت سے انکار کی وجہ سے ہے پس فوراً آپ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہُ کے ننانوے (۹۹) اسمائے مُبارکہ کو پڑھ کر حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اور خواجہ نظام الدین اولیاء کی روحوں کو سفارشی بنا

کر بارگاہ غوثیہ میں معافی کا طلب گار ہوا جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف معاف فرمایا بلکہ اپنی توجہ خصوصی سے زائد نعمت کے ساتھ ولایت واپس دلادی۔ (تحفۃ الراغبین حوالہ غوثِ کائنات از میاں ظاہر شاہ ص ۲۱۴)

شادی اور اولاد اطہار

سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے تمام عُلوم ظاہری وباطنی حاصل کر کے ساری توجہ عبادت وریاضت کی طرف کردی اور پھر لوگوں کی رُشد وہدایت کے لئے عُلوم ظاہری کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ باطنی طور پر بھی ان کو مُستفیض فرمانے لگے اور شادی کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی انتہائی صبر وتحمل کے ساتھ اپنے مقصد کو جاری رکھا لیکن جب پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کا حکم فرمایا تو آپ نے اللہ کی خُصوصی عنایت سے انتہائی با اخلاق نیک سیرت اور اعلیٰ اخلاق کی چار عظیم خواتین کے ساتھ نکاح فرمایا جن سے اللہ نے آپ کو ۴۹ اولادیں عطا فرمائیں جن میں ۲۷ لڑکے اور ۲۲ لڑکیاں تھیں۔ آپ کی ساری اولاد انتہائی باکمال اور ولایت کے عظیم مقام پر فائز تھیں۔ تاہم ان میں سے چند کو خصوصی شان سے نوازا گیا جنھوں نے والد گرامی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ کی تعلیمات ظاہری وباطنی کو مخلوق خدا تک پہنچایا اور اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دیتے رہے۔ لوگوں کو شرک بد عقیدگی، ظلم وستم اور دیگر اخلاقی بیماریوں سے پاک کرتے۔ مسلمانوں کو قُرآن وحدیث و عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دیتے رہے۔

وصال اور عُرس مبارک

حضرت سیدنا پیران پیر غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ نے ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ۹۱ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مُبارک بغداد شریف میں فیوض وبرکات کا مرکز اور مرجع الخلائق ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے بے شمار لوگ آپ کے مزار پُرانوار پر حاضری دیتے ہیں اور رُوحانی فیض سے مُستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ ہر سال ۱۱ ربیع الثانی کو بلاد عرب وعجم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عُرس مُبارک انتہائی ادب واحترام اور عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ہمارے شہر پشاور میں بھی آپ کا عُرس مُبارک مختلف مقامات پر بالخصوص آستانہ عالیہ قادریہ حسنیہ پر مسلسل گیارہ دن منایا جاتا ہے۔

پشاور میں عرسِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریبات

سید محمد انور شاہ قادری

عُرس کے لغوی معنی ہیں شادی اسی لئے زوجین (دولہا و دُلہن) کو عروس کہا جاتا ہے لیکن اصطلاح تصوف میں کسی کامل بُزرگ کا سالانہ فاتحہ اور فاتحہ کی مجلس جو تاریخ وفات کو ہو' عُرس کہلاتی ہے [1] اور بزرگانِ دین کی تاریخ وفات کو اس لئے عُرس کہتے ہیں کہ جب نکیرین (ملائکہ) قبر میں میت کا امتحان لیتے ہیں اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں نَمْ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ [2] (اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے کے کوئی نہیں اٹھا سکتا) چونکہ ملائکہ نے اس کو عُروس کہا اس لئے وہ دن روز عُرس کہلایا۔[3]

کسی ولی کامل کے عُرس پر اس کی اولاد' مُریدین اور ارادت مند جمع ہو کر قرآن خوانی کرتے ہیں، وعظ و نصیحت ذکر و فکر اور نعت خوانی وغیرہ کی محافل مُنعقد ہوتی ہیں' درود و سلام پڑھا جاتا ہے' کھانا تیار کیا جاتا ہے اور دُعا کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس بُزرگ کی روح کے ایصالِ ثواب کے لئے کیا جاتا ہے اور نیاز لوگوں کو کھلا دی جاتی ہے۔ یہ تمام امور شریعت اسلامیہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہیں۔ قرآن وحدیث اور عُلمائے مُحققین کی کتابیں اس ضمن میں بھری پڑی ہیں۔ صرف چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

جو حضرات اس دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں بعد میں آنے والے مومنوں کو اپنے ان بھائیوں کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے اس کے مُتعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [4]

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ' اے ہمارے رب! بے شک تو ہی نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے (کنزالایمان)

گویا اس آیہ کریمہ کی رو سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ایمان والوں کا شعار زندگی اور طریقہ

کار یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے سے پہلے گزر جانے والے مومنوں کے لئے ایصالِ ثواب کریں' اپنی دُعاؤں میں انہیں یاد رکھیں اور اپنے دلوں کو ان کی نفرت و کدورت سے پاک رکھیں۔ یہاں پہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب عام مومنوں کے متعلق بغض و عناد کی روش اللہ تبارک و تعالیٰ کو ناپسند ہے اور ان کی عزت و تکریم اور محبت و تعظیم کا حکم دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں یعنی اولیائے کرام کیساتھ ہمیں کیسا برتاؤ کرنا چاہئے ان کے متعلق ہماری فکر اور سوچ کیسی ہونی چاہیے ؟۔ اس سلسلے میں قرآن ہماری رہنمائی فرمارہا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرات اولیائے کرام کے ساتھ تعصب اور کینہ پروری سے بدرجہ اتم بچنے کی ضرورت ہے اور انکے لئے ایصالِ ثواب کرنا عین اسلام اور فرمانِ خداوندی کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

آقائے نامدار' شفیع المذنبین' رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے' اور ان کو سلام فرماتے، چاروں خلفاءِ راشدین بھی ایسا ہی کرتے رہے[ا] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ان معمولات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہداء' صلحاء اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضری دینا سُنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سُنتِ خلفاءِ راشدہ ہے۔ ایصالِ ثواب اور مُردوں کے لئے دُعا کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ[۲]

(بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اہلِ قبور کو دُنیا والوں کی دُعا کا اتنا ثواب پہنچاتا ہے جیسے پہاڑ اور زندوں کی طرف سے مُردوں کے لئے بہترین ہدیہ **دُعائے مغفرت ہے**)۔

ایصالِ ثواب کے ضمن میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں۔ "گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور کچھ قرآن مجید میں سے پڑھ کر اس کا ثواب صاحب قبر کو بخش دیا جائے"[۳]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں "حفظ اعراس مشائخ و قبور ایشان والتزم فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشان"[۴] ترجمہ: مشائخ کے اعراس کو یاد رکھا جائے اور ان کے مزارات پر

حاضری دینا اور فاتحہ پڑھنا اور ان کے لئے صدقہ دینا ضروری سمجھے۔

اہلِ حدیث کے امام شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔ "ہر عبادت کہ از مُسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برسانید و طریق رسانیدن آں دعائے خیر جناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است" ۹

ترجمہ: پس جو عبادت کہ کسی مُسلمان نے کی ہو اس کا ثواب کسی فوت شدہ شخص کی روح کو بخشنا اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرنا یہ بہتر اور مستحسن طریقہ ہے۔

عُلمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں بزرگوں کے عُرس کے متعلق اپنا عمل یوں بیان کیا ہے۔

"فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روحِ مُبارک پر ایصالِ ثواب کرتا ہوں اوّل قُرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر (کھانا) کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے" ۱۰

ان چند حوالہ جات سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ حضراتِ اولیائے کرام کے اعراس پر جو اہتمام کیا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی اسلام کے خلاف ہے بلکہ برگزیدہ عُلماء و مشائخ اُمت کے معمولات میں سے ہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اور یہ حقیقت بھی محتاجِ بیان نہیں کہ حضرات اولیائے کرام میں حضور سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات رُشد و ہدایت کے حوالے سے آپ کی مساعی جمیلہ اور ولایت کبریٰ میں آپ کا نام و مقام سب سے زیادہ بلند، روشن اور تابندہ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدتمند تمام عرب و عجم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عُرس مبارک بھی پوری دنیا میں نہایت ہی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ صُوبہ سرحد میں بھی ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ گیارہویں شریف، یازدہم شریف اور پٹھانوں میں "یولسمہ" کے نام سے معروف ہے اور پٹھان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "لوئے خوان" اور "یولسمے خوان" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

پشاور میں عُرسِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی تقریب آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں منعقد ہوتی ہے جس کا آغاز حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف میراں بادشاہ (۱۱۱۵ھ) نے فرمایا تھا۔ اور یہ بڑی گیارہویں و چھوٹی گیارہویں کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ دراصل ہر اسلامی ماہ مبارک کی گیارہ تاریخ کو بعد نمازِ فجر ختم غوثیہ شریف پڑھا جاتا ہے جسے چھوٹی گیارہویں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں خانوادۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کا حلقہ مُریدین شریک ہوتا ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پُرفتوح کے لئے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور ناشتہ کر کے لوگ اپنے اپنے کام کے لئے چلے جاتے ہیں البتہ مُحرّم الحرام کے مہینے میں شُہدائے کربلا کی نسبت سے گیارہ تاریخ کی بجائے دس محرم کو اور ربیع الاول میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے حوالہ سے بارہ ربیع الاول کو اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جبکہ بڑی گیارہویں ماہ ربیع الثانی میں ہوتی ہے۔ اس موقع پر یکم ربیع الثانی سے روزانہ آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان یکہ توت میں نمازِ فجر کے بعد ختمِ غوثیہ پڑھا جاتا ہے اور یہ سلسلہ گیارہ ربیع الثانی تک جاری رہتا ہے پھر گیارہ ربیع الثانی کو بہت بڑی نیاز پکائی جاتی ہے جس سے کم و بیش بیس ہزار افراد مُستفیض ہوتے ہیں اور اسی کو بڑی گیارہویں کہا جاتا ہے جو ملک کے طول و عرض میں بڑی شُہرت کی حامل ہے۔ صُوفی محمد اسلم صاحب قادری نقشبندی مرحوم اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"ایک زمانہ جانتا ہے کہ اس خاندان کی گیارہویں نہ صرف اپنے مُنفرد اسلوب کی بناء پر بے مثل اور بے نظیر ہے بلکہ ہندوپاک میں اپنے یکتا اہتمام اور وسیع انتظام کی وجہ سے مشہور خلائق ہے"[1]

گذشتہ نصف صدی سے اس کے جُملہ انتظام و انصرام اُستاذِ کامل، مُرشدِ اکمل بقیۃُ السلف حجۃُ الخلف، قُطب الارشاد حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی انجام دے رہے ہیں۔ آپ مدظلہ العالی کا سلسلۂ نسب و سلسلۂ طریقت آٹھ واسطوں سے حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تیئیس پشتوں سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔

آنجناب مدظلہ العالی اس کی تیاری ربیع الاول شریف سے شروع فرماتے ہیں۔ پشاور شہر

چھاونی، یونیورسٹی ٹاؤن، حیات آباد اور تمام ملحقہ مضافات کے عقیدت مندوں کو باقاعدہ دعوت نامہ بھیجا جاتا ہے۔ یہ دعوت نامے قبلہ مولائی جی صاحب خود اپنی نگرانی میں لکھوا کر تقسیم کرواتے ہیں۔ متعلقہ افراد تک یہ دعوت نامے پہنچانے کے کام محمد نذر قادری، عبدالوحید قادری، سید حبیب شاہ قادری، سید فرید اللہ شاہ قادری اور کئی دیگر عقیدت مند انجام دیتے ہیں۔ بیرون پشاور کے مریدین جو پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں بذریعہ ڈاک یا ٹیلیفون مطلع کیا جاتا ہے اور یازدہم شریف کے ایام میں عقیدت مند نہایت وارفتگی سے آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان یکہ توت شریف کا رخ کرتے ہیں۔

حسب معمول یکم سے گیارہ ربیع الثانی شریف تک روزانہ بعد نمازِ فجر ختمِ غوثیہ شریف پڑھا جاتا ہے جو کافی عرصہ سے خلیفہ محمود صاحب پڑھاتے چلے آرہے تھے لیکن اب چند سالوں سے ان کی بیماری و کمزوری کے باعث سید نور الحسنین قادری گیلانی المعروف سلطان آغا جی صاحب یہ مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یہ ختمِ غوثیہ شریف، قرآن مجید کی آیات اوراد اور درود وسلام پر مشتمل ہے اور یہ وہ آیات و اوراد مقدسہ ہیں جن کا ورد سلسلۂ عالیہ قادریہ حسنیہ کے جلیل القدر مشائخ عظام کا نہ صرف معمول زندگی رہا ہے بلکہ ان جلیل القدر مشائخِ عظام نے سالہا سال تک ان کا وظیفہ کرتے ہوئے خلوت و گوشہ نشینی میں چلہ کشی کی ہے اور ان میں سے ہر ایک ورد فیوض و برکات کا منبع و خزینہ ہے۔ نیز یہ اوراد ایک خاص تعداد میں پڑھے جاتے ہیں اور اس مقصد کے لئے جو گیاں (گٹھلیاں) استعمال ہوتی ہیں وہ حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ اقدس سے مستعمل چلی آرہی ہیں۔

بڑی گیارہویں شریف پر جو نیاز تیار کی جاتی ہے وہ پلاؤ، چنا، میوہ اور گوشت پر مشتمل ہوتی ہے اور پشاور کے معروف اشپز جناب محمد اقبال صاحب قادری اسے تیار کرتے ہیں۔ ان کے کئی شاگرد بھی ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ لنگر پکانے کا یہ کام دس ربیع الثانی سے شروع ہوتا ہے دن کے گیارہ بجے قبلہ مولوی جی صاحب کی دعا و فاتحہ کے ساتھ ہی جانور ذبح کرنے کا آغاز ہوتا ہے اور رات بھر دیگیں پکتی رہتی ہیں۔ دو سو سے زیادہ دیگیں پکائی جاتی ہیں۔

گیارہ ربیع الثانی کو بعد از نمازِ فجر جب ختمِ غوثیہ شروع ہوتا ہے تو اس میں معمول سے زیادہ

رش ہوتا ہے کیونکہ پشاور کے علاوہ دور افتادہ مقامات سے بھی عقیدت منداس ختم شریف میں پہنچ جاتے ہیں۔اس روز ختم شریف کے اختتام پر قرآن خوانی کے بعد قاری نثار صاحب درودِ تاج شریف بڑی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں جس سے حاضرین کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجزن ہو جاتا ہے اور پوری محفل جھوم اٹھتی ہے پھر صابر حسین صاحب قادری نہایت درد وسوز کے ساتھ شجرہ شریف پڑھتے ہیں تو ہر ایک کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔اسی عرصے میں دستر خوان بچھا دیا جاتا ہے جس پر ماحضر (مٹھائی' چائے روغنی روٹی' حلوہ' فروٹ اور پھول وغیرہ) رکھ دیئے جاتے ہیں اور قبلہ مولوی جی صاحب دُعا فرماتے ہیں۔یہ بڑی رقت انگیز جامع اور نہایت ہی مستجاب دُعا ہوتی ہے جناب صُوفی محمد اسلم صاحب مرحوم نے اس کی منظر کشی یوں کی ہے۔

"مولوی جی کے مقدس ہاتھ بارگاہ ربُّ العزت میں دعا کے لئے اٹھتے ہیں تو حاضرین کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں لیکن آنکھیں بے تحاشا آنسوؤں کی بوچھاڑ میں حال دل بیان کر رہی ہیں' ہزار ہا بندگان خُدا کی مسیحائی کرنے والا یہ مردِ خُدا اپنی سعی کی قبولیت کے لئے بارگہ صمدیت میں مصر ہے' ہاتھوں میں رعشہ' آنکھوں میں شبنمی قطراتِ اشک' دل خوفِ خداوندی سے لبریز' مصاحبین کی مچلتی آرزوؤں کے ساتھ تکرارِ آمین' غوثیت پناہ کی تشریف آوری رسالت پناہ کی پشت پناہی دُعا کو مُستجاب نہ ہونے سے روکنے والی کون سی کمی ہے جو باقی ہے کون سی کسر ہے جسے پورا ہوتا ہے ----وقت مقبول ہے مکان موزوں ہے' مکینوں کی بے کلی' عاجزی اور بے کسی موجود ہے ہر انداز قبولیت حاضر ہے اگر رحمتِ باری کو اب بھی جوش نہ آئے گا تو کب آئے گا"[۲]

دُعا کے بعد ذکرِ جہر کا حلقہ ہوتا ہے' بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کئے جاتے ہیں پھر شیرنی تقسیم ہوتی ہے۔ناشتہ شروع ہو جاتا ہے اور لوگ یکے بعد دیگرے قبلہ مولوی جی صاحب کی دست بوسی کے لئے آتے رہتے ہیں اس سے فراغت کے بعد بڑی نیاز شریف کی فاتحہ کا وقت ہو جاتا ہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب کے فرزندِ اکبر سید غلام السیدین قادری گیلانی

المعروف شیر آغہ جی صاحب باہر سے نیاز کی پہلی دیگ اپنے مقدس کاندھے پر رکھ کر آستانہ عالیہ کے اندر لانے کے بابرکت فریضہ کا افتتاح فرماتے ہیں۔ سیّد علاء الدین قادری گیلانی المعروف شوکت آغہ صاحب ان کی معاونت کرتے ہیں۔ پھر فرمان الٰہی' سردار گل' الیاس' اسلام گل اور ان کے ساتھی سارا دن یہ فریضہ انجام دیتے رہتے ہیں۔ اس فاتحہ کے موقع پر تمام حلقۂ عقیدت جمع ہو جاتا ہے چند قریبی مشائخ عظام و علمائے کرام حضور قبلہ مولوی جی صاحب کے ساتھ قیام فرما ہوتے ہیں جن میں حضرت پیر سیّد قاسم شاہ صاحب ترمذی مرحوم پشاور' حضرت سیّد امیر حیدر شاہ صاحب قادری گیلانی مرحوم (جہلم)' حضرت بابا عبید اللہ صاحب دُرانی مرحوم (پشاور)' حضرت ولی الدین صاحب مرحوم خلیفہ عبید اللہ درانی' آغہ سیّد احمد شاہ صاحب مرحوم 'مُفتی سرحد حضرت علامہ سیّد مُبارک شاہ صاحب گیلانی ڈسٹرکٹ خطیب پشاور' حضرت آغہ سیّد ولایت شاہ صاحب گیلانی (جہلم)' حضرت آغہ سیّد غلام ربانی المعروف گل آغہ جان صاحب (اٹک)' آغہ سیّد لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی (سجادہ نشین شاہ قبول اولیاء) اور حضرت علامہ مُفتی خلیل الرحمان قادری نقشبدی گلوزوی وغیرہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

پشاور کے جید ترین حافظ قاری القراء حضرت قاری علی گل صاحب قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت فرماتے ہیں۔ تمام حاضرین دم خود کھڑے ہوتے ہیں اور قبلہ مولوی جی صاحب دوبارہ دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور جملہ انبیاء' صدیقین' شہداء صُلحاء خصوصاً حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اُمہات المومنین اہل بیت عظام' پنجتن پاک' دوازدہ امام' چودہ معصومین کلُ اولیاء اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بالخصوص حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پُرفتوح کے لئے بڑے انہماک سے دُعا فرماتے ہیں۔ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے بھی بڑے درد و سوز سے دُعا مانگی جاتی ہے اور حاضرین آمین آمین پکارتے رہتے ہیں۔ صُوفی محمد اسلم صاحب اس فاتحہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اکثر صاحبانِ مقام حضرات کو فرماتے سنا گیا ہے کہ اس خاص موقع پر انہوں نے چشم ظاہر سے حضرت پیران پیر کو خود موجود دیکھا ہے اور بعض کے قول کے مطابق خود نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنفسِ نفیس تشریف فرما ہوتے

دیکھے گئے ہیں"۔[۱۳]

الغرض فاتحہ کے بعد دن کے گیارہ بجے سے نیاز کھلانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس مقصد کے لئے تمام آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب کا اندرونی حصہ بھی خالی کروالیا جاتا ہے اور پہلی اور دوسری منزل پر دریاں بچھادی جاتی ہیں ایک وقت میں تقریباً گیارہ سو آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب کے شہزادوں کی نگرانی میں حاجی محمد اشرف قادری' اُستاد فدا محمد صاحب' چوہدری اشرف' صابر حسین قادری' منظور الٰہی صاحب قادری' عبد الواحد قادری' محمد جاوید قادری' غلام مصطفی قادری' محمد سلیم بٹ قادری' محمد جہانگیر قادری' محمد ظہیر قادری' محمد طارق قادری' محمد منیر قادری' سید احمد شاہ قادری' سید حکیم شاہ قادری کے ہمراہ پشاور شہر' بانڈہ ملاحان اور موضع وڈپگہ کے قادری برادران بڑی تندہی' چابکدستی اور خلوص سے لنگرِ غوثیہ کی تقسیم کا عظیم فریضہ انجام دینے کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اس طرح گیارہ بجے سے اڑھائی بجے تک یہ نیاز تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ اس کے بعد اندرونی حصے میں عورتوں کو بلالیا جاتا ہے جو ساتھ والے مکان میں ہوتی ہیں اور اس دوران مرد حضرات کو باہر ڈیوڑھی میں ہی نیاز پیش کی جاتی ہے سب سے آخر میں قبلہ مولوی جی صاحب نیاز تناول فرماتے ہیں۔ پھر نمازِ عصر کے بعد اہل پشاور بچوں کو لے کر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ قبلہ مولوی جی صاحب باہر ڈیوڑھی میں بچوں کو دم ڈالتے ہیں اور بعض والدین چاندی کی بنی ہوئی ہنسلیاں ساتھ لاتے ہیں اور قبلہ مولوی جی صاحب کے دستِ اقدس سے بچوں کے گلے میں ڈلواتے ہیں۔ اس موقع پر سید نور الحسنین قادری گیلانی المعروف سلطان آغا جی صاحب قبلہ مولوی جی صاحب کی اعانت فرماتے ہیں جبکہ آستانہ عالیہ کے اندرونی حصے میں محترمہ ماہ گل صاحبہ سلمہا (زوجہ مولوی جی صاحب) یہ خدمت انجام دیتی ہیں۔ اہالیان پشاور کا صدیوں سے یہی طریقہ چلا آرہا ہے اور وہ بچپن میں ہی اپنے بچوں کو اس آستانہ عالیہ کے ساتھ محبت و عقیدت کی تربیت دیتے ہیں اور ان کی نسبت قائم کر دیتے ہیں تاکہ بڑے ہو کر وہ اس آستانے کی غلامی پر ناز کر سکیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

اسی عرصے میں ایک تاریخی وروحانی چراغ قبلہ مولوی جی صاحب کی بڑی صاحبزادی روشن فرماتی ہیں۔ یہ حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا چراغ ہے جو حضرت سید عبداللہ شاہ قادری گیلانی المعروف صحابی بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھ ٹھٹھہ لائے تھے وہاں سے ان کے صاحبزادے ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پشاور لائے جو آج تک آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب پر موجود ہے اور اس موقع پر اس کا دیدار کرایا جاتا ہے۔ عورتیں بڑی طہارت وپاکیزگی اور باوضو ہو کر اس چراغ کو اٹھا کر اپنے سر پر رکھتی ہیں اور اپنی جس جائز ضرورت' حاجت براری یا مشکلات و مصائب سے نجات پانے کیلئے دُعا کرتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے قبول فرماتا ہے اس موقع پر مانگی جانے والی دُعا کے مُستجاب الدعوات ہونے کے ہزارہا شاہد موجود ہیں اور وقت پڑنے پر بڑے بڑے مُنکرین کو بھی اس کی تاثیر کا قائل ہونا پڑا۔ یہ سلسلہ عشاء تک چلتا رہتا ہے اس روز تمام نمازیں ڈیوڑھی میں قبلہ مولوی جی صاحب کی اقتداء میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

رات کو لنگر کی تقسیم کے بعد روح کی غذا کا اہتمام ہوتا ہے اور محفل ذکر ونعت خوانی شروع ہوتی ہین جس میں نعت خوانی کے ساتھ ساتھ ذکر جہر کا حلقہ ہوتا ہے اور اِلاَّ اللّٰہ کی ضرب لگتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب کے درودیوار بھی الاَّ اللّٰہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور ضربیں لگا رہے ہیں۔ تمام رات کیف وسرور کی محفل جمی رہتی ہے۔ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ فرشتے اس نورانی محفل کو اپنے نُورانی پروں سے ڈھانپے ہوئے ہوتے ہیں۔ انوار وتجلیات کا ورود جاری رہتا ہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب کا فیضان بٹتا رہتا ہے۔ ہر ایک سامع مُرید وسالک سرشار اور وجد وحال میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اپنی اپنی قسمت واستطاعت کے مُطابق میرِ مجلس مُرشدِ اکمل' قبلہ مولوی جی صاحب کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہوتا رہتا ہے اور اس کے قلب وروح پر جو کیفیات وارد ہوتی ہیں ان کی حقیقت الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ حال کی سرگزشت ہے قال اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اس موقع پر گُلہائے عقیدت پیش کرنے والوں میں پروفیسر محمد حسین راز مرحوم' میاں محمد بخش' غلام حُسین قادری' جہانزیب نوشاہی اور ارباب ظفر اللہ کے نام نمایاں ہیں۔ رات گئے تک

یہ نورانی و روحانی محفل جمی رہتی ہے یہاں تک کہ حضرت آغہ سید غلام شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف آغہ میر جی صاحب کی مشہور زمانہ فارسی مناجات مل کر پڑھی جاتی ہے

زِ دست من خطا آمد عطاء کُن یا رسول اللہ

زِ بیماریٔ عِصیانم شِفاء کُن یا رسول اللہ

اور اس کے ساتھ ہی قبلہ مولوی جی صاحب پھر بارگاہ رب العالمین میں اپنے دستِ اقدس دُعا کے لئے اُٹھاتے ہیں جس میں تمام حاضرین' اہل پشاور' اہل پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کے غلبہ' اتفاق و اتحاد' یکجہتی اور استحکام و ترقی کے لئے نہایت گڑگڑا کر دعا فرماتے ہیں' مریضوں' حاجت مندوں' مسافروں' مسکینوں' غریبوں' یتیموں' بیواؤں کے لئے دُعا کی جاتی ہے' بے اولادوں کے لئے اولاد اور بے روزگاروں کے لئے حلال روزگار اور اور مریضوں کے لئے شفایابی کی دُعا کی جاتی ہے اس عُرس کے موقع پر جانی و مالی خدمت کرنے والوں کے لئے دُعا کی جاتی ہے اور اس کے بعد بیعت کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب کا یہ معمول ہے کہ سال میں ایک مرتبہ صرف اس موقع پر ہی معتقدین کو شرف بیعت سے نوازتے ہیں اگرچہ قبلہ مولوی جی صاحب کو چاروں سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے لیکن آپ عموماً تمام لوگوں کو اپنے آبائی سلسلہ عالیہ قادریہ گیلانیہ حسینیہ میں ہی بیعت فرماتے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں اس طریقے کو "سلسلۃ الذہب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی سونے کی کڑیاں۔ سلسلہ ہذا کا ہر ایک شیخ طریقت اپنے والد گرامی کا مُرید و خلیفہ ہے جو کہ موجودہ سجادہ نشین حضرت مولوی جی صاحب سے شروع ہو کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور آپ اس وقت سلسلۃ الذہب میں حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واحد سجادہ نشین ہیں (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

بیعت سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت فرمایا کرتے تھے یعنی بیعت اسلام' بیعت خلافت' بیعت ہجرت' بیعت جہاد اور بیعت تقویٰ وغیرہ۔ بیعت کی یہ تمام اقسام وقت کے

ساتھ ساتھ متروک ہوتی چلی گئیں البتہ حضرات صُوفیاء کرام اور مشائخِ عظام نے بیعت تقویٰ کی سُنت کا احیاء فرمایا جو اب بھی خانقاہوں میں جاری و ساری ہے اور اس کا مقصد تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب اور رضائے الٰہی و قُربِ الٰہی حاصل کرنا ہے اور یہ قرآنی تعلیمات کے عین مُطابق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ ۵: ۳۵)

(اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں جسٹس محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

"ایمان نیک اعمال ' عبادات پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مُرشدِ کامل جو اپنی رُوحانی توجہ سے اپنے مُرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے ' دل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مُراد بیعت مُرشد ہے (قول جمیل) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل دہلوی کو بھی لکھنا پڑا کہ سالکانِ راہ حقیقت نے وسیلہ سے مُراد مُرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ ریاضت سے پہلے تلاش مُرشد ازبس ضروری ہے"[۱۳]

آخر میں یہ عرض کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ موجودہ دور میں ایک مخصوص طبقے کی طرف سے اولیاء اللہ کی تعلیمات ایصال ثواب اور نیاز کے خلاف نہایت شدت اور زور و شور سے منظم انداز میں وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ مُہم چلائی جا رہی ہے۔ گمراہی و ضلالت اور کفر و ظُلمت کے اندھیروں میں توحید کی شمع جلانے اور رام رام کرنے والوں کی زبانوں پر رحیم رحیم کا ورد جاری کروانے والی ان عظیم المرتبت اور برگزیدہ ہستیوں کے انوار و تجلیات سے بھرپور مزارات مقدسہ کو شرک و بدعت کے مراکز کے طور پر دُنیا میں متعارف کروایا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس انعام یافتہ گروہ یعنی اولیاء اللہ کی تعظیم و تکریم اور عقیدت و محبت کرنے والوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور کُھلم کُھلا تقریر و تحریر کے ذریعہ ان کی توہین کی جاتی ہے۔ اخبارات و رسائل

اور الیکٹرونک میڈیا پر ان کے مُسلمہ عقائد و نظریات کے رد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا جبکہ دوسری طرف اولیاء اللہ کے ماننے والوں کا یہ حال ہے کہ بقول شخصے سُنی سُن ہو چکے ہیں اور مخالفین کے پھیلائے ہوئے اس وسیع محاذ پر ان کی طرف سے دفاعی سطح کا کام بھی دیکھنے میں نہیں آتا لیکن حیرت کا مقام یہ ہے کہ جس قدر مخالفت میں تیزی آتی جا رہی ہے اولیاء کرام کی شان و عظمت میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں پشاور کے حوالہ سے روزمرہ زندگی کے مشاہدات خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ راقم الحروف کو ۱۹۷۷ء میں قبلہ مولوی جی صاحب کے دستِ اقدس پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس وقت سے لے کر آج تک الحمدللہ ہر سال باقاعدگی سے اس مقدس، پُر نور نورانی و رُوحانی محفل (گیارہویں شریف) میں شمولیت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں یہ عجیب و غریب صورتِ حال دیکھنے میں آتی ہے کہ ہر آنے والے سال میں گذشتہ سال کی نسبت دوگنی مخلوق خدا تشریف لاتی ہے۔ نیز پشاور شہر میں گھر گھر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عُرس مُبارک کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ پہلے یہ سلسلہ صرف ماہِ ربیع الثانی میں ہوا کرتا تھا لیکن اب تو یہ صورتحال ہے کہ سارا سال یہ مُبارک سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پشاور کے جو لوگ باقاعدہ قبلہ مولوی جی صاحب کی سرپرستی میں یہ فریضہ انجام دیتے ہیں وہ اس مقصد کے لئے پہلے سے تاریخ لیتے ہیں۔ ڈائری میں تاریخ و وقت نوٹ کیا جاتا ہے اور پھر اس مقررہ تاریخ و وقت پر ان کے گھروں میں ختمِ غوثیہ شریف پڑھ کر فاتحہ کی جاتی ہے جناب سُلطان آغا جی صاحب ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب اور شعبان معظم تک اس کام میں مصروف رہتے ہیں اس عرصے میں روزانہ چار ختم تو باقاعدہ معمول ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات گیارہ گیارہ ختم بھی روزانہ پڑھے جاتے ہیں اس موقع پر "انجمن غوثیہ قصہ خوانی پشاور" اور "ادارہ تبلیغ اسلام پشاور" کے زیرِ اہتمام یوم غوثِ اعظم بھی منایا جاتا ہے اور عظیم الشان جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ پشاور صدر میں مرحوم مولانا حکیم محمد یوسف صاحب قادری نے جلوس کا پروگرام بھی شروع کیا تھا جو اب بھی جاری ہے۔

علاوہ ازیں دُوسرے بزرگوں کا بھی یہ حال ہے کہ ہر شہر قصبے اور دیہات میں جہاں جہاں

شروع کیا تھا جو اب بھی جاری ہے۔

علاوہ ازیں دوسرے بزرگوں کا بھی یہ حال ہے کہ ہر شہر قصبے اور دیہات میں جہاں جہاں حضرات اولیائے کرام کے مزارات ہیں۔ انہیں نہایت شاندار طریقے سے تعمیر کیا جارہا ہے۔ انکے عُرس بھی بڑی باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں حالانکہ پہلے اس قدر پابندی اور دُھوم دھام سے عُرس نہیں ہوا کرتے تھے۔ یہ سب کچھ دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) کی تفسیر ہے۔ قرآن مجید کا اعجاز ہے'

فرمان خداوندی کی حقانیت دنیاوالوں پر آشکارا ہو رہی ہے۔ غور و فکر اور عبرت کا مقام ہے منزل مقصود کی نشاندہی کی جارہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بِجَاہِ نَبِیِّ الرَّؤُفُ الرَّحِیْمُ عَلَیْهِ التَّحِیَّةُ وَالتَّسْلِیْمُ

حواشی

۱۔: نورالحسن نیر' نوراللغات' مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۸۸ء ج: ۳ ص: ۵۴۳

۲۔: مشکوۃالمصابیح' باب اثبات القبر' بحوالہ مفتی احمد یار خان نعیمی' جاء الحق ص: ۳۲۲

۳۔: جاء الحق' محولہ بالا ص: ۳۲۲

۴۔: سورۃ الحشر ۵۹: ۱۰

۵۔: جاء الحق محولہ بالا ص: ۳۲۲

۶۔: مشکوۃالمصابیح حوالہ جاء الحق' محولہ بالا

۷۔: سیدنا عبدالقادر جیلانی' غنیۃ الطالبین مطبوعہ دہلی ص: ۱۰۵

۸۔: شاہ ولی اللہ' ہمعات' مطبوعہ حیدر آباد ص: ۵۸

۹۔: شاہ اسماعیل' صراط مستقیم' ص: ۵۵

۱۰۔: جاء الحق' محولہ بالا ص ۳۲۳

۱۱۔: محمد اسلم صوفی' تذکرہ پیران پشاور کی گیارہویں (۱۹۷۳ء) ص: ۶

۱۲۔: ایضاً ص: ۱۰-۱۱

۱۳۔: ایضاً ص: ۱۶

خوشبوئے گلستانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

درد کاکوروی

غوثِ اعظم شاہِ جیلاں شمعِ ایوانِ رسول
مصدرِ انوارِ حیدر مظہرِ شانِ رسول

آپ کی صورت سراپا حُسنِ تابانِ رسول
آپ کی سیرت سراسر خُلق و احسانِ رسول

آپ کا زُہد و تصوف عین فرمانِ رسول
آپ کا علم و عمل تفسیرِ عرفانِ رسول

آپ ہیں تازہ نہالِ نورسِ باغِ علیؑ
آپ سے پھیلی ہے خوشبوئے گلستانِ رسول

آپ ہی کے خوشہ چیں ہیں اولیاء اللہ تمام
ہے سلوک و جذب حضرت سازو سامانِ رسول

ہے یداللہ فوق ایدیھم کا مظہر دستِ پاک
آپ کا یہ فقرہ ہے عرفانِ فیضانِ رسول

ذرّہ ناچیز پر بھی آج ہو نظرِ کرم
ماہ تابانِ علیؑ مہرِ درخشانِ رسول

کچھ عطا فرمایئے حضرت علیؑ کا واسطہ
غوثِ اعظم آپ کے ہاتھوں میں ہے خوانِ رسول

لختِ قلبِ مُرتضیٰ و نُورِ چشم فاطمہ
ہے وُجودِ پاک حضرت سر بسر جانِ رسول

آپ کے حلقے میں جو داخل ہوئے ہیں خوش نصیب
آ گئے بے شک وہ زیرِ ظلِ دامانِ رسول

دردؔ کو حق کے سوا ہرگز نہ کچھ آئے نظر
دل میں بس بھر دیجئے وہ نُورِ عرفانِ رسول

تعلیماتِ غوثیہ

(فقیر) محمد سبطین قادری گیلانی

صِراطِ مُستقیم

حضرتنا و مرشدنا و شیخنا سیّدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو تعلیمات اپنے مُریدین کو تفویض فرمائیں وہ سراسر احکامات ربّانی کے مُطابق ہیں اور اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی سورۂ مبارکہ یعنی سورہ فاتحہ میں ارشاد فرماتا ہے

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم

ترجمہ: ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا (کنزالایمان)

یعنی ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام و اکرام کئے ہیں اور یہ لوگ اولیائے عظام ہی ہیں جو کہ اسلاف کی تعلیمات کے مُطابق مخلوق خدا کی اصلاح کرتے ہیں یہی وجہ ہے کے جب بھی کوئی شخص کسی شیخ طریقت کے دستِ حق پرست پر بیعت کرتا ہے تو سب سے پہلے نماز کی تلقین کی جاتی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور حضور پُرنور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کا راستہ ہے اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ، حسنین کریمین اور حضور غوث الثقلین کے وسیلے سے دوزخ سے نجات کا راستہ ہے۔

ہم لوگوں کو چاہیئے کہ ہم پیر طریقت کی تعلیم پر عمل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں رحمتوں سے نوازے اور جنت عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

غوثِ اعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
پیرِ پیراں مددے حضرتِ میراں مددے

گذشتہ سے پیوستہ

مُطالعۂ کائنات اور اقبال

صُوفی مُشتاق احمد صدیقی
ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۴ پشاور

(۵) وانزلا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس (۲۷ الحدید)

اور ہم نے لوہا پیدا کیا کہ (ہتھیاروں کے بنانے میں کے کام میں لایا جائے) اس میں بڑا خطرہ ہے اور اس میں لوگوں کے بڑے فائدے بھی ہیں۔

(٦) اٰتوني زبر الحدید ---- قال اٰتوني افرغ علیہ قطرا

بادشاہ ذوالقرنین سے اس کی قوم نے درخواست کی کہ یاجوج ماجوج کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے ہماری مدد کریں۔ ذوالقرنین نے قوم سے کہا مجھے لوہے کی سلیں لا کر دو تاکہ تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک اونچی دیوار کھڑی کر دوں۔ پھر فرمایا تانبہ لا کر دو تاکہ اسے پگھلا کر دیوار پر انڈیل دوں، وہ دیوار انتہائی مضبوط ہو جائے گی اور تم یاجوج ماجوج کی تاخت و تاراج سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

جوئے آب گوہر از دریا برار

دریاؤں اور سمندروں کی کیفیات اور انسانوں کے لئے ان کے بے شمار فوائد کے متعلق کلامِ پاک میں جگہ بجگہ وضاحت کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ ---- لَعَلَّكُمْ تشکرون۔ (پارہ ۱۴، النحل)

رب العزت ہی وہ قادرِ مطلق ہے جس نے (ایک اعتبار سے) دریا کو تمہارا مطیع کر دیا ہے تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں پکڑ کر) انکا تازہ تازہ گوشت کھاؤ نیز اس میں سے زیورات (یعنی جواہرات قسم کی چیزیں) نکالو جن کو تم لوگ پہنتے ہو۔ ایک دوسرے مقام پر قادرِ ذوالجلال نے ذرا وضاحت کے ساتھ سمندروں اور دریاؤں کے فوائد ان الفاظ میں بیان فرمائے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (پارہ ۲۷ الرحمن)

یعنی وہ رب مہربان لائقِ صد حمد و ستائش ہے جس نے میٹھے اور کھارے پانی کے دو سمندر بنا

نکالے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ تو چلتے ہیں لیکن ان کے درمیان قدرت نے ایک پردہ حائل کر رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہو سکتے ۔ ان دونوں قسموں کے سمندروں سے موتی بھی نکلتے ہیں اور مرجان (مونگے) بھی (جو تمہارے حسن و جمال میں کشش اور نکھار پیدا کرتے ہیں) پس اے جنو! اور انسانو! تم اپنے ربِ مہربان کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟

ثابت و سیارہ گردوں وطن آں خُداوند اقوامِ کُہن

علامہ اقبال کائنات بسیط کے اندر پھیلے ہوئے بے انتہا ستاروں اور سیاروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آسمان ان اجرام کا وطن ہے ستم ظریفی دیکھئے کہ عہد قدیم کی بعض گم کردہ راہ قومیں ان اجرام فلکی کو معبود سمجھ کر ان کی پرستش کیا کرتی تھیں لیکن وحدہ لاشریک لہٗ اپنی شانِ وحدانیت میں کب کسی کی شرکت گوارا کرتے ہیں ۔ چنانچہ ربِ کائنات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نجوم پرستوں اور اصنام پرستوں کے مُشرکانہ تصورات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ارشاد ہوتا ہے

وَاِذْقَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ کَوْکَبًا الْقَمَرَ الشَّمْسَ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

(پارہ ۷ الانعام)

اے میرے محبوب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت کو یاد کریں جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے کہا " آپ بُتوں کو اپنا معبود مانتے ہیں ۔ میں آپ کو اور آپ کی قوم کو صریح گمراہی میں مبتلا پاتا ہوں ۔ (جیسا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اصنام پرستی کے خلاف شدید نفرت پیدا کی) اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی مملکت کا انتظام دکھانے لگے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کا یقین مستحکم ہو جائے (والد کی اصنام پرستی کی مُخالفت کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نجوم پرستوں کو بھی سبق سکھانا چاہتے تھے چنانچہ جب رات کو آسمان پر ایک درخشندہ ستارے کو دیکھا تو اسے خُدا سمجھ بیٹھے ۔ پھر انہوں نے مہتاب کو جگمگاتے دیکھا تو اسے معبود قرار دے دیا ۔ تیسری مرتبہ جب سُورج کو بھڑکیلے انداز سے جگمگاتے دیکھا تو اس کی معبودیت کا اعلان کیا ۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں، چاند اور سورج کو غروب ہوتے دیکھا تو ان کی خدائی سے انکار کر دیا ۔ ان کے خیال میں جو چیز ایک خاص وقت تک دکھائی دینے کے بعد غائب ہو جائے وہ خُدائی کے قابل نہیں

کیونکہ وہ کسی دُوسرے کے حُکم کے تحت ظاہر ہوتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔ کسی دُوسری ہستی کے حُکم کے تحت اس کا طُلوع ہونا اور پھر غروب ہونا اس کی مجبوری کو ظاہر کرتا ہے اور جو چیز مجبور و محکوم ہو وہ معبود نہیں ہو سکتی بلکہ وہ معبود حقیقی کی تخلیق کردہ مخلوق کا درجہ رکھتی ہے

این ہمہ اے خواجہ آغوش تواند — پیش خیز و حلقہ در گوش تواند

اے حضرت انسان یہ اجرام فلکی تیرے معبود نہیں ہو سکتے یہ خود معبود حقیقی کے حُکم کے تحت تیری لونڈیاں کنیزیں، خدمت گار اور غُلام ہیں۔ ایک دوسرے انداز میں بیان فرمایا ہے

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر — ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

یعنی اک مرد قلند یعنی مرد مومن سورج، چاند اور ستاروں کا محاسب (یعنی نگران کار) ہے۔ فطرت کے یہ عوامل اس کے زیر نگیں ہیں وہ خود کسی عامل کا زیر نگیں نہیں ہے۔ قُرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اجرامِ فلکی کے مُقابلے میں انتہائی عظمت و شرف کے مقام کا حامل قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو روز الست کا وہ واقعہ یاد دلاؤ جبکہ آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا خلیفہ یعنی نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ اس آیتِ کریمہ کی رو سے خُداوندِ بزرگ و برتر نے انسان کو دُنیا میں خلافت کے عظیم منصب پر متمکن فرما کر کائنات میں اپنے نائب مقرر کرنے کا شرف عطا فرمایا۔ تمام اہلیان کائنات کے مقابلے میں انسان کو خلافت اور نیابت کا مُنتم بالشان مقام عطاء کر کے اسے ارض و سماء میں انتہائی مُعزز، مُحترم، مُحتشم اور مُنفرد شان کا حامل بنا دیا

این سعادت بزور بازو نیست — گر نہ بخشد خُدائے بخشندہ

انسان کا مقام کُچھ اس سے بھی بُلند تر ہے۔ کائنات میں ربّ کائنات کے حُکم پر انسان کو مسجودِ ملائک ہونے کا عظیم شرف نصیب ہوا (۱۵ الکھف)

انسان کی عظمت کا اندازہ صاحبانِ بصیرت اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ تمام کائنات میں اللہ جل جلالہٗ کے بعد انسان کے سوا کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں ہے کہ جسے مسجودِ ملائک ہونے کا

شرف حاصل ہُوا ہو ۔ انسان کے منصب و مقام کی عظمت کے ساتھ ساتھ شکل و صورت کے اعتبار سے اَحسنُ الخالقین نے اسے حُسن و جمال کا ایک نادر شہکار بنایا ہے ۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

(۱) وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (۲۴ المومن)

(۲) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (۲۸ التغابن)

مذکورہ بالا دونوں آیات کریمہ کے معانی ایک جیسے ہیں فرماتے ہیں مصوّرُ الخلائق اے انسان میں نے تمہاری شکل و صورت بنائی اور انتہائی خوبصورت خدو خال اور حسین نقش و نگار پر مبنی بنائی ۔ ایک دوسرے مقام پر خالقِ جہاں ارشاد فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ہم نے انسان کا سراپا انتہائی حسین بنایا یعنی اس کے خد و خال کو نہایت حسین سانچے میں ڈھالا ۔ جن آیات کریمہ کا بیان پہلے آچکا ہے ان کے مُطالعہ سے یہ حقیقت واضح طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے کہ کائنات کے اندر انسان کا مقام انتہائی ارفع و اعلیٰ ہے اور کائنات کی کوئی دُوسری مخلوق اس کی ہم سری کا دعویٰ نہیں کر سکتی نہ تو شکل و شباہت میں، نہ ہی عظمت منصب و مقام میں، نہ ہی کمالِ فکر و فن میں اور نہ ہی بُلندیٔ فہم و ادراک میں اس لئے عالم الغیب والشہادۃ نے انسان کو کائنات کے اندر موجود ہر شے کے نام کا علم عطا کر دیا تھا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا یہ علم خالقِ کائنات نے انسان کے علاوہ کائنات کی کسی دُوسری مخلوق کو عطا نہیں کیا تھا۔

مندرجہ بالا حقائق کے مُطالعہ سے کائنات کے اندر انسان کی حیثیت کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے ۔ جب انسان کو اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے عظمت و کمال کے اتنے بلند مدارج عطا کئے گئے ہیں تو انسان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس منصب بلند کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عملی جدوجہد کرے ۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ خالق کائنات عمل کی کس نہج کی طرف انسان کی توجہ مُنعطف کرانا چاہتے ہیں ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۱۲ النحل)

اے انسان ! غور سے سنو خداوند بزرگ و برتر نے روز و شب سورج اور چاند کو اور کائنات کے اندر موجود دوسرے ستاروں کو تمہارا تابع فرمان بنا رکھا ہے ہمارے ان بیان کردہ حقائق میں خدا کی قدرت کے بے شمار اسباق ہیں ان لوگوں کے لئے جو اپنے عقل و فہم (اور تحقیق و تجسس) کی مدد سے اجرام فلکی کو اپنا تابع فرمان بنا لیتے ہیں ۔ ایک دوسرے مقام پر ربّ العزت مطالعہ کائنات کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

اَفَلَمۡ یَنظُرُوۡٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ-----من فروج (آیت ۲۶ سورہ ق)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف غور سے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے پیارے انداز میں بنایا ۔ پھر اس کے دامن کو جھلملاتے ستاروں سے سجایا ، دیکھو اے لوگو ! تمہیں اس میں کہیں درز (شگاف) کا شائبہ تک دکھائی دیتا ہے ؟ یقیناً ایسی بات نہیں ہے ۔

ذیل میں ہم چند آیات کریمہ لکھ رہے ہیں جن میں ستاروں اور سیاروں کے متعلق رب العزت نے وضاحت فرمائی ہے ۔

(۱) هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا (۱۱ یونس)

اللہ جل جلالہٗ ہی وہ خالق اکبر ہے جس نے سورج کو چمکتا (بھڑکتا) اور چاند کو روشن (اور جاذبِ نظر) بنایا اور اس کی منزلیں ٹھہرائیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو ۔

(۲) وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا (۱۴ البحر ۲)

بالتحقیق ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور انہیں جھلملاتے ستاروں سے مزین کیا تاکہ دیکھنے والے اس کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں ۔

(۳) وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا (۲۳ - یٰسین - ۳)

اے لوگو! غور سے دیکھو کہ سورج اپنے مقررہ مدار پر چلا جا رہا ہے اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں ٹھہرا دی ہیں تا آنکہ وہ دھیرے دھیرے گھٹتے گھٹتے کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح پتلا اور ٹیڑھا ہو جاتا ہے

(۴) فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ (السجدہ ۲)

اللہ جل جلالہٗ نے دو دنوں میں (کمر کے طبقات سے) سات آسمان بنائے ہر آسمان کو جو فرض

منصبی سپرد کرنا تھا کر دیا ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی روشن قندیلوں سے سجایا اور اس کی حفاظت کا انتظام بھی کیا۔

(۵) فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (۳۰ التکویر)

ارشاد فرماتے ہیں ربّ العزت ہم کو ان ستاروں کی قسم جو ایک طرف کو چلتے چلتے الٹے پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں اور دکھائی دیتے دیتے چھپ جاتے ہیں۔ (علمِ ہیئت کی رو سے زحل مشتری، مریخ زہرہ اور عطارد پانچ ستارے، ایسے ہیں جو چلتے چلتے پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں اور دکھائی دیتے دیتے غائب ہو جاتے ہیں اس رجعت قہقری کی بنا پر انہیں خمسہ متحیرہ بھی کہتے ہیں۔

(٦) وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (۳۰ البروج)

آسمان کی قسم جس میں بروج ہیں۔ برجوں سے مُراد گنبد نہیں بلکہ ماہرین عُلومِ فلکیات نے ستاروں کی رفتار ان کے مدار (یعنی گردش کے راستے) کو سمجھنے کے لئے آسمان کو بارہ فرضی حصّوں میں منقسم کر رکھا ہے ہر حصّہ میں جو ستارے واقع ہیں ان کی شکل کو کسی نہ کسی چیز کے ساتھ مُشابہ قرار دیتے ہوئے اس حصہ کا وہی نام رکھ دیا ہے ذیل میں برجوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ برج ثور (مشابہت بیل کے ساتھ)۔ برجِ میزان (ترازو) برجِ عقرب (بچھو)، برجِ دلو (ڈول)، برجِ حوت (مچھلی)، برجِ حمل (میکھ) برجِ جوزا (جوڑا) برجِ قوس (تیر انداز)، برجِ سرطان (کیکڑا) برجِ جدی (بکری)، برجِ اسد (شیر)، برجِ سُنبلہ (دلیر عورت)

آیئے دیکھتے ہیں کہ علومِ جغرافیہ کے ماہرین بالخصوص علم النجوم کے محقق ہمیں ستاروں اور سیاروں کے متعلق کیا معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔

(۱) **سورج**: ہماری کائنات کا ایک انتہائی اہم سیارہ ہے جس پر ہماری کائنات کی زندگی، خُوبصورتی، دلکشی، رعنائی اور رنگینیوں کا دارو مدار ہے اس کی حدت ہر ذی روح کے لئے مژدہ حیات ہے۔ سبزہ، پھل پھول، اناج، چراگاہ، چمن و باغات اس کے دم قدم سے آباد ہیں۔ سورج زمین سے تقریباً نو کروڑ تیس لاکھ میل دور فضا میں محوِ گردش ہے۔

(۲) **چاند**: نظام شمسی کا یہ اہم رکن ہے اور زمین سے قریب ترین سیارہ ہے۔ یعنی دو لاکھ چالیس ہزار میل دور خلا میں گردش کر رہا ہے۔ یہ از خود روشنی نہیں دیتا بلکہ سورج سے روشنی جذب کر کے اس کا انعکاس زمین تک جاتا ہے اور نظر افروز روشنی سے زمین کو منوّر کرتا ہے۔

(۳) **مریخ** (MARS) سورج سے تقریباً ڈیڑھ کروڑ میل کے فاصلے پر گردش کر رہا ہے۔

(۴) **مُشتری** (JUPITER) جسامت میں سُورج کے بعد سب سے بڑا سیارہ ہے جو سورج سے تقریباً ۴۸ کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۴) **زحل** (SATURN) یہ سیارہ سورج سے اٹھاسی کروڑ اسی لاکھ میل کے فاصلے پر محوِ گردش ہے۔

(۵) **یوری نس** (URANUS) یہ ایک نو دریافت شدہ سیارہ ہے جسے مشہور ماہرِ فلکیات ولیم ہرشیل نے ۱۷۸۱ء میں دریافت کیا۔ سورج سے تقریباً ۱۸ کروڑ میل کے فاصلے پر گردش کر رہا ہے۔

(۷) **نیپ چون** (NAPTUNE) کو ۱۸۴۶ء مشہور سائنسدان لیویرے نے دریافت کیا۔ سورج سے تقریباً دو ارب اسی کروڑ میل کے فاصلے پر گردش کناں ہے۔

(۸) **پلوٹو** (PLUTO) کو ۱۹۳۰ء میں مسٹر کلائیو نے اس سیارے دریافت کیا۔ سُورج سے تین ارب ساٹھ کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۳) **عطارد** (MURCURY) یہ سورج کے قریب ترین سیاروں میں سے ایک ہے یونان میں اسے مرکری کے نام سے پکارتے ہیں۔ صبح کے وقت اسے اپالو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دُمدار سیارے (COMETSY) یہ خلا میں موجود ان گنت بلا رابطہ ذرات کے مجموعوں کا نام جو ایک ٹھوس شکل میں سُورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

زہرہ (VENUS) چاند کے بعد زمین سے نزدیک ترین سیّارہ ہے یہ سُورج سے تقریباً سات کروڑ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

شہابِ ثاقب (METEORS) رات کے وقت ٹوٹ کر گرنے والے سیّاروں کو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ ستاروں اور سیّاروں کی اجمالی توضیح اور تشریح کے بعد علامہ کے اس شعر پر دوبارہ نظر دوڑایئے

ثابت و سیارہ گردوں وطن   آں خداوندانِ اقوامِ کہن

تو ستاروں اور سیّاروں کی تخلیق و تنظیم، ان کی منازل، مدار و گردش کے تناظر میں اگر علامہ کے شعر کا جائزہ لیا جائے تو بے ساختہ ان کی بالغ نظری اور عظمت فکر و فہم کی داد دینی پڑتی ہے۔ (جاری ہے)

علمِ حدیث میں ایک گرانقدر اضافہ

شاہ محمد غوث اکیڈیمی بصد مسرت اپنے قارئین کی خدمت میں

محدثِ کبیر، فقیہہ اعظم، غواصِ بحرِ حقیقت و معرفت، علامہ اجل

حضرت سید شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پشاوری ثم لاہوری (المتوفی ۱۱۷۳ھ)

کی عالمانہ و عارفانہ شرح صحیح بخاری (فارسی) بنام

شرحِ غوثیہ

کا دوسرا پارہ مع اردو ترجمہ از **حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی** پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ خزینہ علم و معرفت نہایت دیدہ زیب طباعت میں طلباء، محققین اور علماء کرام کو حصول علم حدیث کے لئے ایک سنہری موقع فراہم کرتا ہے۔

قیمت علاوہ ڈاک خرچ :	فارسی متن	-/۲۵۰ روپے
	اردو ترجمہ	-/۲۵۰ روپے
	فارسی متن مع اردو ترجمہ	-/۵۰۰ روپے

ملنے کا پتہ :-

شاہ محمد غوث اکیڈیمی ۱۳۷۱، کوچہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور